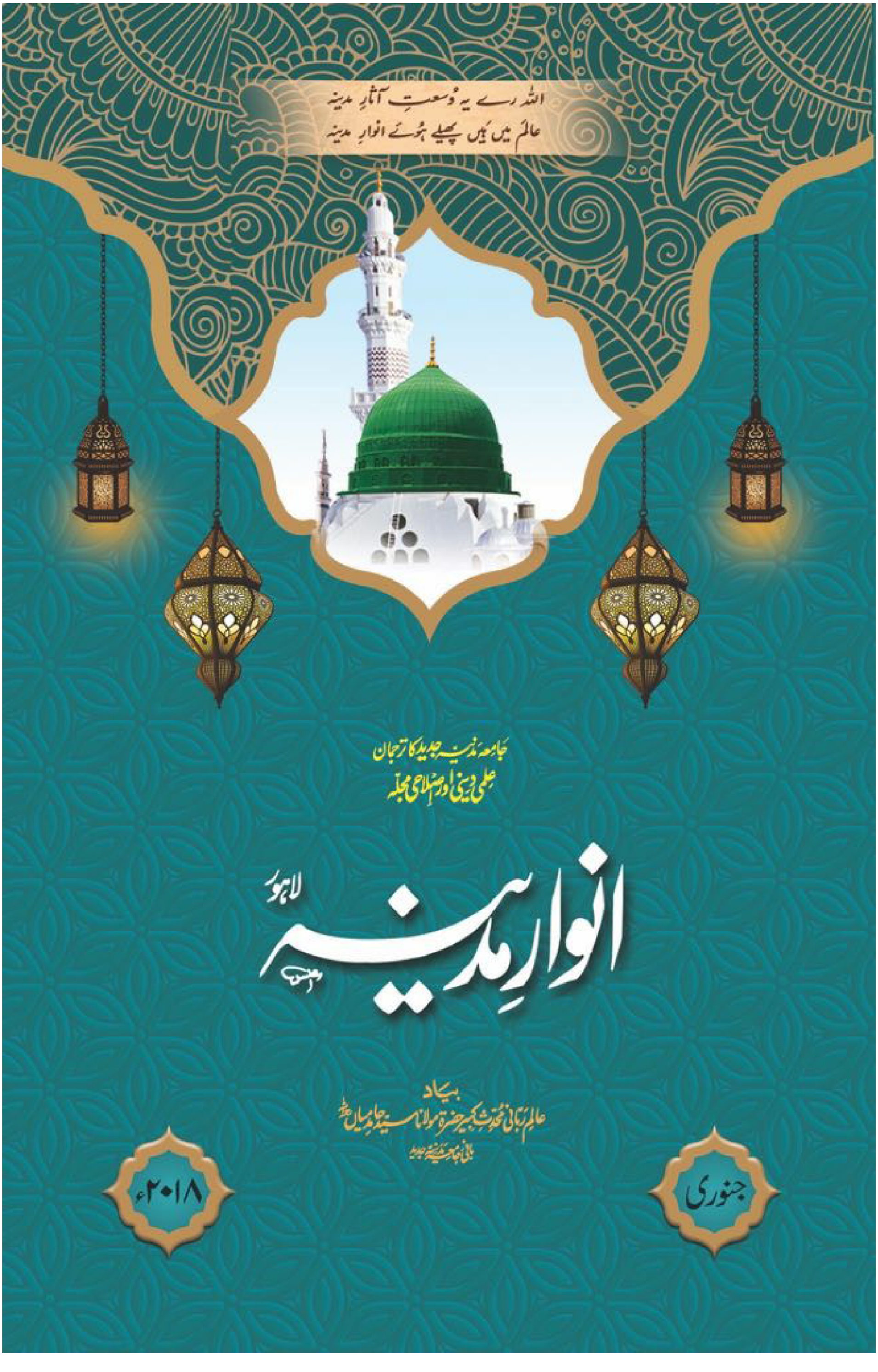
اللہ رے یہ وسعتِ آثارِ مدینہ
عالم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اصلاحی مجلہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت مولانا سید حامد میاںؒ
بانی جامعہ مدنیہ جدید
جنوری
۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۲۶	ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ / جنوری ۲۰۱۸ء	شمارہ : ۱

سیّد محمود میاں	**سیّد مسعود میاں**
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب،متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت،بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ،اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ

0954-020-100-7914-2

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر : 0333-4249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35399051

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35399052

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپواکر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۲
دینِ کامل	حضرت اقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ	۱۵
تکبر اور فساد	حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ	۲۲
تبلیغِ دین	حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالیؒ	۳۰
فضائلِ مسجد	حضرت مولانا صدر الدین صاحب انصاری	۳۳
دل کی حفاظت	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۳۶
شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کی حیاتِ مبارکہ کے تین دور اور اُن کی خصوصیات	حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی	۴۰
معاشرتی اِصلاح کے متعلق چند زریں ہدایات	حضرت مولانا سیّد صدیق احمد صاحب باندویؒ	۵۳
اخبار الجامعہ		۶۴

انتباہ

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ کے پرانے فون نمبر تبدیل ہوگئے ہیں

اور نئے نمبر درج ذیل ہیں قارئین کرام نوٹ فرمالیں

+92 - 42 - 35399051

+92 - 42 - 35399052

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

اسلام و کفر کے مابین معرکہ آرائی روزِ اوّل سے آگ و پانی کے فرق کو مٹانے کی بنیاد پر جاری ہے اسلام آگ و پانی میں فرق کر کے سلامتی کی راہ دکھاتا ہے جبکہ کفر اِس فرق کو مسترد کرتے ہوئے سرکش آوارگی کو نہ صرف اختیار کرتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی جبر اور دھونس کے ذریعہ آگ وخون کی پُر خار وادی میں جھونکتا چلا جاتا ہے اِس معرکہ نور و نار میں انبیاء کرام نے روشنی کے سفر کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے کر آگ کے دریاؤں کو عبور کیا بھی اور کرایا بھی جبکہ اندھیر نگریوں میں '' اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی'' کے فرعونی اور قارونی دعویداروں نے خود کو اور اپنے پیرو کاروں کو آگ کے دریاؤں میں ڈبو دیا، نام نہاد 'بیناؤں' کے لشکر کے لشکر اِن 'نابیناؤں' کی بے نور پتھریلی آنکھوں سے فریب کا شکار ہو کر اپنی دنیا و آخرت برباد کر بیٹھے۔

دو چیزوں میں حسن و قبح کا پتہ اُن کے درمیان باہمی مقابلہ سے ہی لگایا جا سکتا ہے آج ہم اپنے اداریہ میں اس مقابلہ کا انعقاد کرنے جارہے ہیں تاکہ رات کے اندھیروں میں شیطانی پھلجھڑیوں پر دن کے اُجالے کی کرنوں کی قیمت لگائی جا سکے اور مشاہدہ کیا جا سکے کہ نورانیت کا تنور نور کو قبول کرنے والی اپنے اردگرد ہر شے کو کس طرح نور نور کر دیتا ہے۔

اب قارئین کرام غیر تسلیم یہودی ریاست اسرائیل کے ایک اسکول میں یہودیوں کے مذہبی پیشوا ''راہب'' کی زیرِ نگرانی یہودی بچوں کو دی جانے والی دہشت گردی کی خوفناک تربیت اور یہودی مدرسہ میں اساتذہ اور طلباء کی انتہا پسندی، ایک اُستانی کے سوالات اور شاگردوں کے جوابات ملاحظہ فرمائیں :

اُستانی : کس کس کو لگتا ہے کہ ہیکل چند سالوں میں دوبارہ تعمیر ہو جائے گا ؟
ہیکل کی جگہ اِس وقت کیا ہے ؟

شاگرد : مسجدِ اقصیٰ ! !

اُستانی : تو مسجدِ اقصیٰ کا کیا ہوگا ؟

شاگرد : توڑ دیں بم سے، غائب کر دیں گے ! ! !

اُستانی : یہاں کون سا بچہ عربی لڑکوں سے ملا ہے ؟ کہاں ملا ہے ؟

شاگرد : ہیکل (مسجدِ اقصیٰ) کے قریب ! !

اُستانی : بات کی تھی اس سے ! !

شاگرد : نہیں ، وہ چلاّیا ! ! !

اُستانی : عربوں سے مل کر کیا ہوتا ہے ؟ کیسا لگتا ہے ؟

شاگرد : غضب کا غصہ چڑھتا ہے، دل کرتا ہے اُن کو قتل کر دوں ! ! ! !

اُستانی : اور کسی یہودی بچے سے مل کر جو دین دار نہ ہو (کیا لگتا ہے) ؟

شاگرد : اُن کے اُوپر ترس آتا ہے ! ! !

اُستانی : ترس کیوں آتا ہے ؟ ؟

شاگرد : کیونکہ وہ دیندار نہیں ؟ اس کو کیا لگے ؟ (یعنی اُس کا کیا قصور)
وہ صحیح راستے پر نہیں (بے چارہ نادان ہے) ! ! ! !

اُستانی : اگلے دس سالوں میں یروشلم (بیت المقدس) کیسا ہوگا ؟ ؟

شاگرد : یہودیوں سے بھرا ہوا، سارے یہودی ہوں گے اور چند عربی غلام ہاں کیونکہ مسیحا [1] آنے والا ہے ...... میں سمجھ گیا۔

اُستانی : کیا کہہ رہے ہو ؟

شاگرد : (میں کہہ رہا ہوں) ایک بہت بڑی جنگ ہونے والی ہے جس میں سارے عربی مارے جائیں گے۔

اُستانی : چلو ٹھیک ہے چلیں شکریہ

یہ تفصیلات سوشل میڈیا پر چلنے والی ایک ویڈیو سے حاصل کر کے نقل کی گئیں ہیں جو یہودیوں کی عبرانی زبان [2] میں ہے سوشل میڈیا پر اِس کو الحامد ٹرسٹ کے وٹس ایپ گروپ پر دیکھا جا سکتا ہے۔

اسلام اور مسلمانوں سے یہود و نصاریٰ کی بلا وجہ کی نفرت کوئی نئی بات نہیں ہے وہ اپنی نسلوں کو انتہا پسندی اور تعصب کے اندھیروں میں اسی طرح پروان چڑھاتے ہیں۔

افسوس کا مقام ہے کہ مسلم اُمہ کی قیادت ان حقائق سے اچھی طرح واقف ہونے کے باوجود مسلم اُمہ کی نسلِ نو کو بیدار کرنے کے بجائے غافل رکھے ہوئے ہے اس سے بھی بڑھ کر المیہ یہ ہے کہ یہاں کا دانشور اِن گری ہوئی پسماندہ اور ''شدت پسند'' قوموں کی تقلید کو اپنے لیے فخر سمجھتا ہے۔

اب آخر میں ملک کے مشہور کالم نویس محترم اوریا مقبول جان صاحب کی ایک تحریر ملاحظہ فرمائیں جس میں انہوں نے اندھیروں کے کھلاڑی نام نہاد مسلم دانشوروں کی اسلام دشمنی اور کفر دوستی کو مدبرانہ انداز میں اُجاگر کرتے ہوئے قابلِ قدر تجزیہ کیا ہے ہم اگرچہ بعض ملکی تجزیوں میں ان سے اتفاق نہ بھی رکھتے ہوں مگر ان کا عالمِ کفر پر زیرِ نظر تجزیہ جہاں ایک طرف انوکھے انداز کا ''تیر بہدف'' ہے تو دوسری طرف خوابِ غفلت میں ڈوبتوں کے لیے آئینہ چہرہ نما بھی ہے بلا شبہ دن و رات کے درمیان فرق کرنے والی اپنی اس قلمی کشیدہ کاری پر وہ داد و تحسین کے بجا طور پر حقدار ہیں۔

---

[1] ''دجال'' جس کو یہودی اپنے فاسد عقیدہ کے مطابق نجات دہندہ خیال کرتے ہیں۔ [2] Hebrew Language

''پوری دنیا خصوصًا پاکستان کا لبرل، سیکولر اور مغرب زدہ بد دیانت دانشور طبقہ جب آج کے دور کے مسلمانوں کو ذلیل و رُسوا کرنا چاہتا ہے انہیں احساسِ کمتری کے اندھے کنویں میں دھکیلنا چاہتا ہے تو ان کے سامنے یہودی اور خصوصاً اسرائیلی سائنس دانوں، موجدوں، محققوں، ادیبوں اور عالمی سطح کے دانشوروں کی ایک فہرست پیش کرتا ہے جن میں لاتعداد ایسے ہوتے ہیں جنہیں نوبل پرائز جیسے عالمی انعامات ملے ہوتے ہیں اور پھر پوری مسلمان اُمت کو شرم دلاتے ہوئے کہتا ہے کہ تم اس قوم سے لڑنے جا رہے ہو، تم میں ہمت ہے ان کا مقابلہ کرنے کی، تم ایک محتاج اور محکوم اُمت ہو اس لیے تم خاموشی سے اپنی شکست تسلیم کرلو۔[۱]

یہ بد دیانت، دانشور طبقہ اس مسلمان اُمت کو یہ نہیں بتاتا کہ اس یہودی قوم کو یہ عروج اُس دن سے حاصل ہونا شروع ہوا جب سے انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ

''ہم ایک خدا ایک تورات ایک شریعت کی بنیاد پر ایک قوم ہیں، ہم میں سے کوئی جرمنی میں رہتا ہو یا امریکہ میں، نائجیریا میں ہو یا فلپائن میں وہ ایک قوم ہے اور اس کا اس ملک سے محبت کا کوئی رشتہ نہیں ہے بلکہ اسے اس بات پر کامل ایمان اور مکمل یقین رکھنا چاہیے کہ اُس نے ایک دن اُس ارضِ مقدس یروشلم [۲] میں لوٹنا ہے جہاں اُن کا مسیحا آئے گا اور وہ ان کے لیے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی عالمی حکومت قائم کرے گا اس یقین اور ایمان کے ساتھ وہ اس بات کے لیے بھی مسلسل تیاری کر رہے ہیں کہ اُنہوں نے اس عالمی حکومت کے قیام کے لیے مسلمانوں سے ایک بہت بڑی عالمی جنگ لڑنی ہے۔''

---

[۱] پاکستان کے سابق آمر پرویز مشرف اور اس جیسے سینکڑوں بے ضمیر خود فروخت کردہ لیڈروں کی طرح۔

[۲] بیت المقدس

یہ تصور جس دن سے اُن کے دماغوں میں راسخ ہوا اور انہوں نے بحیثیتِ قوم اس پر یقین کرتے ہوئے عملدر آمد شروع کیا اُس کے بعد ان کی ترقی کی منزلیں طے کرنے کی رفتار نا قابلِ یقین حد تک تیز ہوگئی، اس کے بعد سے آج تک انہوں نے اس عالمی حکومت کے قیام کے عقیدے کے راستے میں آنے والے ہر سیکولر، لبرل اور آزاد خیال، روشن خیال نام نہاد مذہبی سکالر کو اپنے ہاں پنپنے نہیں دیا، ان کے ہاں کوئی مرزا غلام احمد کی طرح جھوٹا مسیحا بن کر نہیں اُبھرا اور نہ ہی اُن میں غلام احمد، پرویز اور جاوید غامدی جیسے سکالروں نے عزت حاصل کی جو دلیلوں سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتے کہ مسیحائی آمد کا تصور ایک جھوٹ ہے اور یہ یہودیوں کو بے عمل بنانے کی ایک سازش ہے۔

انہوں نے ثابت کیا کہ انہیں باعمل بنایا ہی اس تصور نے ہے کہ ایک دن اُن کا مسیحا آئے گا اور عالمی حکومت قائم کرے گا، تقریبًا دو ہزار سال کی غلامی اور بدترین ذلت اور محکومی کی زندگی گزارتے ہوئے یہ قوم ایک معاشرتی لعنت بن چکی تھی ہر کوئی ان سے نفرت کرتا انہیں اپنے شہروں سے در بدر کرتا علیحدہ لباس پہننے اور گلے میں شناخت کے لیے تختی لٹکانے کو کہا جاتا، ملکوں ملکوں بکھری یہ ذلیل و رُسوا قوم ۱۸۹۶ء میں ایک جگہ اکٹھی ہوئی اور انہوں نے اس تصور کے مطابق آگے بڑھنے کا ارادہ کیا جو اُن کی مذہبی کتابوں میں درج تھا [۱] کہ تمہارا مسیحا آئے گا اور پھر تم یروشلم سے پوری دنیا پر حکومت کرو گے۔

آئندہ آنے والے سالوں کے لیے انہوں نے ایک ہدایت نامہ ترتیب دیا جسے Protocols of the Eleders of Zion ''صہیونیت کے بزرگوں کا مسودہ'' کہتے ہیں اس کے ٹھیک گیارہ سال بعد انہوں نے ''بالفور ڈیکلریش'' کے ذریعے

---

[۱] جو تحریفی خیانتوں سے بھری ہوئی ہیں۔

پوری دنیا کی قوموں سے یہ بات منوالی کہ دنیا بھر میں بسنے والے تمام یہودی ایک قوم ہیں خواہ وہ کوئی زبان بولتے ہوں یا کسی نسل سے تعلق رکھتے ہوں اور ان کو ارضِ فلسطین میں آباد ہونے کا حق حاصل ہے۔

۹ر نومبر ۱۹۱۴ء کو برطانوی کابینہ میں پہلی دفعہ صہیونیت اور پروٹوکول زیر بحث آئے اور چار دن بعد انہوں نے ''خلافتِ عثمانیہ'' سے جنگ کا اعلان کر دیا۔

۲۱ر جنوری ۱۹۱۵ء کو برطانوی کابینہ میں ہربرٹ سیموئل کا میمورنڈم ''فلسطین کا مستقبل'' پیش ہوا اس کے بعد جدید بینکاری اور سرمایہ دارانہ نظام کے اہم ترین یہودی ستون لارڈ روتھ شیلڈ (Roth Schield) نے ۱۲ر جولائی ۱۹۱۷ء کو پہلا ڈرافٹ تحریر کیا، اگست میں ''بالفور'' نے چند لفظوں کی تبدیلی کی وہ بھی گرائمر کی حد تک اور پھر یہ الفاظ تاریخ میں گونجے کہ

''برطانیہ کی حکومت فلسطین میں ایک یہودی مادرِ وطن کے قیام میں تمام کوششیں صرف کرے گی اور دنیا بھر میں بسنے والے یہودیوں کو ایک قوم تصور کرتے ہوئے وہاں بسنے کا حق ہوگا۔''

اس کے بعد ۱۹۱۹ء میں پہلا یہودی قافلہ لندن، پیرس، برلن اور نیویارک جیسے ماڈرن شہروں میں اپنی اربوں ڈالر کی جائیدادیں اور کاروبار چھوڑ کر بحرِ طبریہ عبور کر کے حیفہ اور تل ابیب کے ریگستان میں جا کر آباد ہونے کے لیے پہنچا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے، وہ وہاں کسی پُر تعیش زندگی گزارنے، سائنس ٹیکنالوجی کی ترقی اور علم کی پیاس بجھانے نہیں آئے بلکہ ایک سو سال سے ایک بڑی عالمی جنگ لڑنے کے لیے آرہے ہیں جو اُنہوں نے مسلمانوں سے لڑنی ہے اور پھر ایک ایسی سلطنت قائم کرنا ہے جو فرات کے ساحلوں تک ہوگی جس میں اُردن، شام، قطر، بحرین، کویت، یو اے ای، یمن اور مدینہ تک آئیں گے، ہر یہودی

یہ خواب دیکھتا ہے اور اس کے لیے گھر بار چھوڑ کر اسرائیل آجاتا ہے یا پھر جہاں کہیں بھی ہے اپنی دولت سے خطیر حصہ اس اسرائیل کی ترقی کے لیے بھیجتا ہے، اس کے اسلحہ کی خریداری کے لیے اور اس کی معاشی بہتری کے لیے اکتیس سال بعد مغرب نے انہیں حیفہ اور تل ابیب کے ریگستانی علاقے پر مشتمل ملک ۱۹۴۸ء میں بنا کر دے دیا اور اپنے قیام کے پہلے اُنیس سال انہوں نے ہمسایہ عربوں سے مسلسل جنگ جاری رکھی اور ۱۹۶۷ء میں یروشلم (بیت المقدس) پر قبضہ کر لیا اس کے بعد سے لے آج تک مشرقِ وسطی میں امن نہ آسکا۔

''بالفور ڈیکلریشن'' کے ٹھیک سو سال بعد آج ڈولنڈ ٹرمپ نے یروشلم (بیت المقدس) کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کر لیا، اس کے بعد وہی ہوگا جو'' بالفور ڈیکلریشن'' کے بعد ہوا کہ پہلے فرانس اور پھر تمام عالمی طاقتوں نے اسرائیل کے تصور کی حمایت کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔

آج کا دن سیّد الانبیاء ﷺ کی خبردار کرنے والی اس حدیث میں بتائی گئی پیشگوئی کے آغاز کا دن ہے آپ نے فرمایا عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ [۱] ''بیت المقدس کی آبادی، یثرب (مدینہ) کی ویرانی اور یثرب کی ویرانی بڑی جنگ کا ظہور ہے۔''

تقریبًا ہر حدیث کی کتاب میں یہ درج ہے اور اسے حسن حدیث مانا جاتا ہے۔

یہ بہت اہم حدیث ہے جو آخر الزمان کے واقعات کی ترتیب بتاتی ہے جو دجال کے خروج تک جا پہنچتی ہے۔

اس وقت میں حرمِ کعبہ میں موجود ہوں جہاں ہزاروں لوگ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں لیکن اُن میں شاید ہی کوئی یہ احساس کر رہا ہو کہ بربادی ان کے سروں پر آپہنچی ہے۔

---

[۱] ابوداؤد، مسندِ احمد، طبرانی، مستدرک، مصنف ابن ابی شیبہ

وہ تصور کہ آخر الزمان میں ایک یہودی عالمی حکومت بنے گی اُس نے یہودیوں کو اِس مقام پر پر پہنچادیا کہ وہ آج مرکزِ قوت واقتدار ہیں اور میرے ملک کا دانشور اس قوم کو آج بھی درس دے رہا ہے کہ کسی مسیحا کا انتظار ایک افیون ہے جو قوم کو ناکارہ اور بیکار بنادیتی ہے۔''[1]

اب وقت آچکا ہے کہ ہمارے قومی لیڈر، فوجی سالار اور منصوبہ ساز ادارے اب تک کی اپنی سابقہ پالیسیوں پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے ازسرِ نو غور و فکر کر کے ایسی پالیسیاں مرتب کریں جو صرف ''مذہب اسلام'' کی بنیاد پر ہوں، اسی بنیاد پر مرتب ہونے والے منصوبے ہمارے ملک اور مسلمانوں کے مفاد میں ہوسکتے ہیں، ''سب سے پہلے پاکستان'' مشرف جیسے مغرب زدہ بددین کا نعرہ تھا جس نے پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کرڈالیں جب پالیسیاں ''سب سے پہلے اسلام'' کے نعرے کی بنیاد پر بنیں گی تو اسلام کے ساتھ مضبوط وابستگی سے مسلمان اور پاکستان دونوں کو غیر متزلزل دوام حاصل ہوجائے گا گرد و غبار بیٹھ جائے گا ابہام رفو چکر ہوگا اور جب ابہام دُور ہوں گے تو پالیسی سازوں کے لیے آسانیاں پیدا ہوجائیں گی ہماری صفوں میں گھسے یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کے جاسوس قادیانی، آغاخانی، پرویزی اور بددین دانشوروں کی خود بخود بسہولت چھانٹی ہونے سے ملکی فضاء بے غبار ہوکر شفاف ہوجائے گی اور خارجی اور داخلی پالیسی ہماری اپنی مرضی سے مرتب ہوسکے گی اور ہماری گرفت اس پر دن بدن مضبوط ہوتی چلی جائے گی وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغْ .

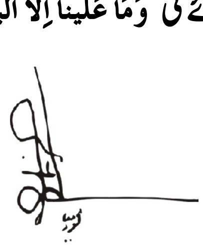

---

[1] بشکریہ نیوز آف پاکستان ڈاٹ کام (News of Pakistan.com) ۹؍دسمبر ۲۰۱۷ء

مولای صلِّ وسلِّم دائمًا ابدًا — درسِ حدیث — علٰی حبیبک خیر الخلق کلّھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس رحمہ اللہ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

آقائے نامدار ﷺ کی تین نصیحتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص جناب سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عِظْنِیْ وَ اَوْجِزْ یعنی وعظ فرمائیے اور مختصر کلمات ارشاد فرمائیے۔ یہ مطالبہ بہت سمجھداری کا تھا کیونکہ لمبی بات آدمی کو یاد نہیں رہتی جلدی بھول جاتی ہے مگر مختصر بات آدمی یاد رکھ سکتا ہے اور عمل بھی آسان معلوم ہوتا ہے۔

☆ آقائے نامدار ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلَاتِکَ فَصَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ یعنی جب تم نماز پڑھو تو ایسی نماز پڑھو جیسے دنیا کو چھوڑنے والے ہو، گویا آخری نماز سمجھ کے پڑھو یہ اس لیے کہ اگر ایک آدمی کو بتا دیا جائے کہ اب جو نماز پڑھو گے وہ تمہاری آخری نماز ہے اس نماز کے ادا کرنے کے بعد تم دنیا سے چلے جاؤ گے تو یقیناً وہ آدمی یہ نماز نہایت خضوع و خشوع سے ادا کرے گا تو اس ارشاد کا ایک فائدہ تو یہ تھا کہ ایسا خیال کرنے سے نماز دل لگا کر پڑھے گا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب آدمی ہر نماز کے وقت یہ خیال کرے گا کہ دنیا کو چھوڑ جانا ہے نہ معلوم اس نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنے کا موقع میسر آئے گا یا نہیں تو اِس سے اُس کا دل دنیا کی چیزوں سے ہٹ جائے گا، دنیا کی محبت اور قدر اُس کے دل میں رفتہ رفتہ گھٹتی جائے گی دنیا کی بے ثباتی ہمیشہ اُس کے پیشِ نظر رہے گی

اس کا دھیان آخرت کی طرف لگا رہے گا اور نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرے گا اس طرح کے اور بے شمار مفید نتائج ہوں گے۔

☆ آقائے نامدار ﷺ نے دوسری چیز یہ ارشاد فرمائی کہ لَا تَکَلَّمْ بِکَلَامٍ تَعْذِرُ مِنْهُ غَدًا زبان سے ایسی بات نہ نکالو کہ کل معذرت کرنی پڑے۔ یعنی زبان کی حفاظت کرو جو بات کرنی چاہو سوچ کر کرو۔ ''کل'' میں دونوں کل شامل ہیں یعنی ''آج'' اور آئندہ والا ''کل'' بھی، اور ''کل'' سے مراد آخرت بھی ہے۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ کے کلمات کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ایسی باتیں زبان سے نہ نکالو کہ کل تم لوگوں کے سامنے شرمندہ ہو پھر تمہیں معافی مانگنی پڑے، اس سے معاشرے میں مقام گرتا ہے لوگ ایسے آدمی کی بات پر اعتماد نہیں کرتے یا پھر یہ مطلب ہے کہ زبان کی حفاظت کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ کل یعنی قیامت میں تم خدا تعالیٰ کے حضور پکڑے جاؤ، تمہاری کہی ہوئی باتوں پر تم سے پوچھ گچھ ہو ایسا ہوا تو یہ پریشان کن بات ہوگی اس لیے انسان کو چاہیے کہ ہوشیاری سے قدم اُٹھائے اپنی زبان کو قابو میں رکھے بے سوچے سمجھے کوئی بات نہ کرے تاکہ کل اُسے لوگوں کے سامنے جوابدہ اور شرمندہ ہونا نہ پڑے اور قیامت میں اللہ کے عذاب سے حفاظت میں رہے۔

☆ تیسری چیز آقائے نامدار ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی وَاَجْمِعِ الْاِیَاسَ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ یعنی لوگوں کے ہاتھوں میں جو چیزیں (مال و دولت) ہیں اُن پر للچاتی نظر نہ ڈالو بلکہ دوسروں کے قبضہ میں جو مال ہے اُس سے مایوس رہو۔

عربی کا مقولہ ہے اَلْیَاسُ اِحْدَی الرَّاحَتَیْنِ یعنی مایوسی ایک طرح کی راحت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تم اس غم میں پڑ گئے کہ فلاں کے پاس اتنا مال ہے فلاں کے پاس اتنا ہے میرے پاس بھی اتنا ہونا چاہیے تو تم ساری عمر پریشان رہو گے، گویا حرصِ دنیوی سے منع فرمایا ہے

---

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۵۲۲۶

حریص انسان لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے اور خود بھی ہمیشہ تکلیف میں رہتا ہے دوسروں کا مال بڑھتا ہوا دیکھ کر وہ دل ہی دل میں جلتا رہتا ہے اسے ہمیشہ یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ کہیں سے مال آجائے، اُس کی زندگی تلخی اور ذلت میں گزرتی ہے وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

(بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲؍فروری ۱۹۶۸ء)

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

علمی مضامین سلسلہ نمبر١٦ قسط : ١

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

دینِ کامل

اِسلام کی مختصر تصویر قرآن وحدیث کے آئینہ میں

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب ؒ ﴾

دنیائے انسانیت میں دین و مذہب، تہذیب و اخلاق کا بنیادی اور آخری مقصد یہ ہے کہ انسان نیک ہو جائے، کوئی بھی صاحبِ عقل و دانش ہو، کسی بھی ملک یا کسی بھی نسل کا ہو، نوعِ انسانی کے لیے اُس کی دانشمندانہ، خیر اندیشانہ تمنا یہ ہوگی اور یہی اُس کی آخری تمنا ہوگی کہ عالمِ انسانیت کے تمام افراد نیک ہوں مگر نیکی کیا ہے ؟ اور نیک ہونے کا کیا مطلب ہے ! ؟ یہ بات تحقیق طلب ہے اس مضمون کا موضوع یہی ہے کہ نیکی کی حقیقت بیان کی جائے تاکہ اللہ کے بندے حقیقی طور پر نیک کردار بن سکیں ! ! واللہ الموفق۔

نیکی کیا ہے ؟

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ١٧٧ کا ترجمہ پڑھیے اُس میں نیکی کی حقیقت بیان کی گئی ہے :

''نیکی اور بھلائی یہ نہیں کہ (عبادت کے وقت) تم اپنے منہ پورب کی طرف پھیر لو یا پچھّم کی طرف، نیکی اور بھلائی کی راہ تو اُن کی راہ ہے جو اللہ پر آخرت کے دن پر فرشتوں پر آسمانی کتابوں پر اور خدا کے تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں۔

اللہ سے محبت کی راہ میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیتے ہیں اور گردنوں کے چھڑانے میں خرچ کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ ادا کرتے ہیں، جب قول و قرار کر لیتے ہیں تو اُسے پورا کرتے ہیں (زبان کے سچے، بات کے پکے ہوتے ہیں) تنگی اور مصیبت کی گھڑی یا خوف و ہراس کے وقت ہر حال میں صبر کرنے والے (مضبوطی سے جمے رہنے والے) ہوتے ہیں، یہی ہیں وہ جو نیکی کے دعوے میں سچے ہیں اور یہی ہیں متقی پرہیزگار۔'' [1]

''عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور کسی کو بھی اُس کا شریک نہ بناؤ، ماں باپ کے ساتھ، قرابت داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ، پڑوسیوں کے ساتھ وہ قرابت والے ہوں یا اجنبی جن سے کوئی رشتہ نہ ہو (نیز) پاس کے اُٹھنے بیٹھنے والوں کے ساتھ اور اُن کے ساتھ جو مسافر ہوں، اُن غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ جن کے تم مالک ہو جو تمھارے قبضہ میں ہوں احسان اور اچھا سلوک کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ اُن کو دوست نہیں رکھتا جو اِترانے والے، ڈینگیں مارنے والے ہیں جو خود بھی بخیلی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کرنا سکھاتے ہیں اور جو کچھ خدا نے اپنے فضل سے دے رکھا ہے اُسے خرچ کرنے کے بجائے چھپا کر رکھتے ہیں۔ یاد رکھو اُن لوگوں کے لیے جو ہماری نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں ہم نے رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' [2]

---

[1] سورۃ البقرہ آیت ۱۷۷ [2] سورۃ النساء آیت ۳۶ تا ۳۸

ان آیتوں میں مندرجہ ذیل باتوں کی ہدایت کی گئی ہے اور ان ہی کو نیکی فرمایا گیا ہے ان ہی کے مجموعہ کو ''اسلامی تہذیب'' کہا جاتا ہے۔

(۱) اللہ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لانا

(۲) مال کی محبت کے باوجود محبوب مال کو راہِ خدا میں خرچ کرنا یعنی

(الف) رشتہ داروں

(ب) یتیموں، مسکینوں، راہگیروں اور سائلوں کو خدا کے لیے دینا

(ج) گردنوں کے چھڑانے میں خرچ کرنا

(۳) نماز قائم کرنا

(۴) زکوۃ دینا

(۵) وعدوں اور معاہدوں کو پورا کرنا

(۶) ہر حالت میں صبر کرنا (برداشت کرنا اور مضبوطی سے جمے رہنا)

(۷) ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

(۸) یتیموں اور مسکینوں پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک وہ اجنبی ہوں یا رشتہ دار

(۹) اور ہم مذہب دوست احباب، جان پہچان کے لوگوں کے ساتھ

(۱۰) مسافروں اور راہگیروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا (حسبِ ضرورت اُن کی امداد کرنا)

(۱۱) اور اُن غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ جن کے تم مالک ہو

یہ اسلامی اخلاق ہیں قرآنِ پاک میں اِن کی بار بار تاکید فرمائی گئی ہے۔ آنحضرت رسولِ مقبول ﷺ نے اِن کی قسمیں اور نوعیتیں اور ہر ایک کی فضیلتیں بیان کی ہیں ان سب کی تفصیل کے لیے ہزاروں صفحات درکار ہیں ان کے مطالعہ کے لیے بہت فرصت چاہیے مگر اتنی فرصت ہر ایک کو میسر نہیں آسکتی، یہاں ان کا لُبِ لُباب اختصار کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے جو عمل کرنے والے کے لیے کافی ہوگا انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

اللہ پر ایمان :

(۱) بجلی کا ایک قمقمہ دیکھتے ہو تو یقین کر لیتے ہو کہ اِس کا بنانے والا کوئی ہے، کیا یہ انصاف ہوگا کہ سورج اور چاند، جگمگاتے ہوئے تارے، خاموش فضا، طوفانِ بد اَماں، سمندر، اُونچے پہاڑ اور صبح وشام کے حسین مناظر دیکھو اور شک وشبہ میں پڑ جاؤ کہ کیا اِن کا کوئی خالق کوئی پیدا کرنے والا اور کوئی بنانے والا ہے ! ! ؟ ؟

(۲) تاج محل کو دیکھتے ہو تو بے اختیار اُس کے بنانے والوں کی تعریف کرنے لگتے ہو، تمہارا حسنِ ذوق ان کی فن دانی، انوکھی مہارت اور اعلیٰ قابلیت کی داد دیتا ہے، تحسین وآفرین کی صدائیں بلند کرتا ہے تو نظام شمسی کا یہ تاج محل جو تمہارے سامنے ہے اور ہر طرف سے تمہیں گھیرے ہوئے ہے کیا اِس کا بنانے والا اِس کا مستحق نہیں ہے کہ تم اُس کی حمد وثنا کرو اُس کی تعظیم وتقدس کی تسبیح پڑھو۔ [1]

(۳) اس سے بڑھ کر نادان اور ہٹ دھرم یا مردہ دل کون ہو سکتا ہے جو اِس تاج محل بنانے والے کو کہے کہ وہ علم ودانش سے بے بہرہ ہے، نہ وہ علیم وخبیر ہے، نہ سمیع وبصیر، نہ اُس میں حیات ہے نہ اِختیار و اِرادہ ! ! !

(۴) سب سے بڑا رہنما اور لیڈر، بڑے سے بڑا فلسفی، زیادہ سے زیادہ کامیاب بیرسٹر اور لائیر اگر اِن کھلی ہوئی باتوں کو دھیان میں نہیں لاتا تو کیا اُس کا ضمیر روشن ہے یا اُس کے دل پر مہر لگ گئی ہے آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے، کان بہرے ہوگئے ہیں، غور کرو ! ! اور فیصلہ کرو ! ! !

توحید :

اگر اس بہترین کارگاہِ روز وشب اور بہترین کارخانہ موت وحیات کا خالق اور صانع سب سے زیادہ باکمال ہے تو وہ ایک ہی ہوگا اور بے نظیر و بے مثال ہوگا کیونکہ جس کے نظیر و ہمسر ہوں وہ سب سے زیادہ باکمال نہیں ہو سکتا، سب سے اہم سب سے بالا وہی ہے جو اپنی مثال نہ رکھتا ہو، جو انوکھا ہو

---

[1] جبکہ تم اسی کے اندر بسیرا کیے ہوئے ہو۔ محمود میاں غفرلہٗ

جو اکیلا اور نرالا ہو جس کا کوئی ہم جنس نہ ہو جس کا کوئی والد نہ ہو اور نہ وہ مولود ہو، اُس کے کوئی بیوی بھی نہ ہوگی کیونکہ نہ وہ کسی کی ذات کا ہے اور نہ کوئی اُس کی ذات کا، بے میل اور بے جوڑ بیوی سے شوہر کی عزت نہیں بڑھتی بلکہ اُس کے لیے ذلت اور بدنامی کا باعث ہوتی ہے۔

''اقتدار'' اور'' شرکت'' ان دونوں میں تضاد ہے، اقتدار کے لیے شرکت توہین ہے اقتدار کا مطمحِ نظر ہوتا ہے '' اَنَا وَلَا غَیْرِیْ '' یا '' ہمچوں ما دیگرے نیست '' اور شرکت ہر قدم پر اِس کی تردید کرتی ہے۔

کہتے ہیں جمہوریہ میں اقتدار مشترک ہوتا ہے لیکن اس اشتراک کے باوجود زمام اختیار صرف ایک ہاتھ میں ہوتی ہے صدر یا وزیراعظم، نہ وزیراعظم دو ہوتے ہیں نہ صدر جمہوریہ ایک سے زائد، جمہوریہ ہو یا ملوکیت اور شخصی حکومت اُس میں پارلیمنٹ، سینٹ یا کیبنٹ اس لیے ہوتی ہے کہ قائد قادرِ مطلق نہیں ہوتا اُس کو تعاون کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اگر وہ تعاون سے مستغنیٰ ہو جائے تو ڈکٹیٹرشپ کے علاوہ اور کوئی قبا[1] اپنے لیے موزوں نہیں سمجھتا اور اس کے دماغ کا غبار ہوتا ہے ﴿اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی﴾ [2]

صفاتِ خداوندی :

(الف) ہم زندہ ہیں موجود ہیں مگر نہ زندگی اپنی نہ وجود اپنا، جو کچھ ہے وہ مستعار ہے کسی کا دیا ہوا ہے وہ جب چاہے گا لے لے گا، اصل وہ ہے جس کا وجود خود اپنا ہے کسی کا عطا کردہ نہیں ہے اُس کے وجود کو زوال بھی نہیں کیونکہ مانگا ہوا نہیں بلکہ اپنا ہے اس لیے ''لازوال'' ہے، جب اُس کو زوال نہیں تو وہ بقا ہی بقا ہے یعنی ازلی ابدی ہے، وہ مرکز وجود ہے، فنا کا وہاں نام نہیں۔ جب وہ مرکز وجود ہے تو ہر اثباتی صفت اُس کی اپنی صفت ہے لہٰذا حیات، قدرت، علم، سمع، بصر، کلام اور اِرادہ جیسی اثباتی صفات اُس کی اپنی صفات ہیں، یہ سمجھو کہ ذاتِ حق آفتاب ہے اور یہ صفات نورِ آفتاب، آفتاب ازلی اور ابدی ہے تو نورِ آفتاب بھی ازلی اور ابدی ہے کیونکہ آفتاب کے لیے نور لازم ہے، بے نور آفتاب

---

[1] لباس [2] سُورۃ النّٰزِعٰت : ۲۴

آفتاب نہیں ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ نور کو نہ عینِ آفتاب کہہ سکتے ہیں نہ غیرِ آفتاب، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات نہ عین ہیں نہ غیر۔

(ب) اُس کی کوئی انتہا نہیں ہے اسی لیے وہ نظر نہیں آتا،نورِ آفتاب کی ایک انتہا ہے مگر ہم اُس کو پوری طرح نہیں دیکھ سکتے ، ہماری نگاہ میں یہ طاقت نہیں کہ ہم آنکھ بھر کر آفتاب کو دیکھ سکیں یا دیکھتے رہیں۔ پس ہم اُس کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں جس کے نور کی کوئی انتہا ہی نہ ہو، وہ لامحالہ ظاہر ہے کیونکہ وہ آفتاب سے بھی زیادہ ظاہر ہے اور اتنا زیادہ ظاہر ہے کہ اُس کے ظہور اور اُس کے نور کی کوئی انتہا نہیں ہے، لاچاری اور کمزوری کا پردہ ہماری نگاہوں پر ہے اُس پر کوئی پردہ نہیں وہ بے حجاب ہوتے ہوئے بھی باطن ہے اس لیے کہ وہ ہمیں نظر نہیں آتا مگر قصور کس کا ہے ؟ اور نقص کہاں ہے ؟ ؟

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمہ آفتاب را چہ گناہ [۱]

(ج) اُس کا نور بے انتہا ہے تو اُس کی لطافت بھی بے انتہا ہوگی لطافت میں طاقت ہے، ایٹم [۲] میں لطافت زیادہ ہے کہ نظر نہیں آتا تو لامحالہ اُس میں طاقت بھی بہت زیادہ ہے پس اُس کی طاقت کی کیا انتہا ہوسکتی ہے جس کی لطافت کی کوئی انتہا نہ ہو۔

(د) کثافت کے لیے رُکاوٹ ہوتی ہے لطافت کے لیے کوئی رُکاوٹ نہیں، اُس کا نفوذ ہر جگہ ہوسکتا ہے، وہ پابند مکانیت نہیں ہوتی اس لیے ہر چیز سے باخبر ہوسکتی ہے، بس وہ لطیف ہے لہٰذا خبیر بھی ہے ﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ [۳]

نگاہیں اُس کا ادراک نہیں کرسکتیں یہ ممکن نہیں کہ اِن مادّی نگاہوں کو اُس کا انکشاف میسر آجائے یعنی اُس کی حدود دریافت کرلیں اور اُس کی تہہ تک پہنچ جائیں اور حقیقت پالیں مگر وہ نگاہوں کا ادراک رکھتا ہے اُس کو ان کا پورا انکشاف حاصل ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ مکمل لطافت والا ہے اور ہر بات کی خبر رکھنے والا ہے۔

---

[۱] اگر کوئی چمگادڑ کی آنکھ والا دن میں نہ دیکھ پائے تو اِس میں سورج کے چشمہ کا کیا قصور ہے۔

[۲] الجوهر الفرد [۳] سُورة الانعام : ۱۰۳

(ہ) نظامِ شمسی ہم نہیں بنا سکتے کیونکہ ہم وہی چیز بنا سکتے ہیں جس کا تصور ہمارے دماغ میں ہو جو کسی مشاہدہ کی بنا پر پیدا ہوا ہو پھر اُس تصور کو نقشہ وخاکی کی صورت دی جاچکی ہو، اُس کے اوزار وآلات اور اُس کا میٹریل اور مادّہ فراہم ہو چکا ہو، نظامِ شمسی یا اُس جیسا کوئی بھی انوکھا نظام جس کا کوئی تصور پہلے سے نہ ہو صرف وہ بنا سکتا ہے جو خود انوکھا ہو جس کی ہر بات انوکھی ہو، جو نہ نقشہ کا محتاج ہو نہ مشین اور کارخانہ کا، جس کا حکم سب کچھ ہو وہ اپنے حکم سے ہی نیست کو ہست، معدوم کو موجود کردے ایسی ہستی ہمارے مشاہدہ میں نہیں آسکتی مگر یقین رکھو ایسی ہستی ہے اور وہ خدا کی ہستی ہے وہ یقیناً ہے مگر ہمارے تصور سے بالا کیونکہ وہ بے مثل ہے بے نظیر ہے ﴿ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ ﴾ [۱] (جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)

---

[۱] سُورہ شورٰی : ۱۱

سلسلہ تقاریر نمبر ۱۱ قسط : ۱

''خانقاہِ حامدیہ'' کی جانب سے اَنوارِ مدینہ میں شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی تقاریر شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے حضرتؒ کے متوسلین و خدام سے اِلتماس ہے کہ اگر اُن کے پاس حضرتؒ کی تقاریر ہوں تو اِدارہ کو اِرسال فرما کر عند الناس مشکور اور عند اللہ ماجور ہوں۔ (اِدارہ)

تکبر اور فساد

﴿ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْدُ !

فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی ﴿ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَّ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ﴾ . (سُورۃ القصص : ۸۳)

ہر جگہ کی راحت و آرام کی چیزیں الگ الگ ہوتی ہیں :

محترم بھائیو اور بزرگو ! ہر ملک کے اور ہر شہر کے آرام اور راحت کے ذریعے مختلف ہوتے ہیں بعض ملکوں میں کچھ چیزیں آرام دینے والی ہیں دوسری جگہ میں وہی چیز تکلیف دینے والی ہیں اگر کوئی شخص انگلستان میں ہو لندن میں ہو اُس کے واسطے گرم کپڑے گرم سامان آرام دینے والا ہوگا، اگر گرم ملکوں میں حبش میں سوڈان میں ہو یا ہمارے یہاں کے شہروں میں بمبئی وغیرہ میں ہو تو اُس کو انہی گرم کپڑوں کی وجہ سے اُس زمانہ میں نہایت سخت تکلیف ہوگی، باریک کپڑا ہونا چاہیے اس سے آرام ہوگا، اسی طرح سے نظام کے متعلق اور دوسرے سامان کے متعلق ہر ملک کی حالت ایک نہیں ہے، ایک چیز کسی ملک میں کسی موسم میں آرام اور راحت پہنچانے والی ہوتی ہے وہی چیز دوسرے ملک میں دوسرے موسم میں تکلیف کا باعث ہوتی ہے، جس جگہ پر سخت گرمی اس وقت میں پڑ رہی ہے وہاں پر

برف اور ٹھنڈے شربت وغیرہ سے آرام ہوتا ہے مگر شملہ میں جاؤ نینی تال میں جاؤ، نیل گلی میں جاؤ اگر ٹھنڈی چیزیں شربت برف اور ایسی چیزیں پیش کی جائیں تو وہاں پر تکلیف ہوجائے گی لوگوں کو اور انہیں آرام نہیں ہوگا۔

دنیاوآخرت :

تو یہی حال ان دنوں جگہوں کا ہے ہمارے سامنے دو جگہیں ہیں، ایک دنیا اور ایک آخرت، دنیا وہ عالم ہے کہ جس کے اندر ہم آج موجود ہیں اور آخرت وہ عالم ہے جو کہ ہماری موت کے بعد پیش آنے والا ہے اور اُس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، قیامت کے دن تک کا جو عالم ہے اُس کو برزخ اور آخرت کہا جاتا ہے اور اس کے بعد کا بھی آخرت کہا جاتا ہے، حشر اور نشر وغیرہ کا زمانہ، مگر ہر جگہ کے آرام وراحت اور تکلیف اور اَذیت کے سامان علیحدہ علیحدہ ہیں، دنیا کے اندر اُس شخص کو آرام ہے کہ جس کے پاس سونا اور چاندی بہت ہے روپیہ پیسہ اشرفی بہت ہے جس کے پاس قوت زیادہ ہے، فوجیں زیادہ ہیں، مدد کرنے والے بہت زیادہ ہیں، جس کے پاس زمین زیادہ ہے جس کے پاس کھانے پینے کا سامان زیادہ ہے اناج بہت ہے وہ شخص نہایت آرام کے ساتھ ہے، جو شخص سب سے زیادہ مکار ہے سب سے زیادہ ظالم ہے سب کو اپنے دباؤ میں رکھتا ہے ڈراتا ہے اور اپنی خدمت لیتا ہے وہ نہایت آرام سے رہتا ہے مگر کیا آخرت جو دوسرا عالم آگے آنے والا ہے اُس کا بھی یہی حال ہے ؟ اللہ تعالیٰ اِسی بات کو اس آیت شریف میں تمام لوگوں کو بتلاتا ہے فرماتا ہے ﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ ﴾ [1] وہ دوسرا گھر جس کو آپ اور ہم آخرت کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ آخرت کے معنی ہیں دوسرا گھر وہ دوسرا گھر جو کہ موت کے بعد پیش آنے والا ہے اور سب کو پیش آنے والا ہے، کوئی شخص دنیا میں موجود ہونے والا موت سے بچ نہیں سکتا قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے ﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ﴾ [2] ہر نفس ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے موت سے کوئی شخص بچ نہیں سکتا۔

---

[1] سُورہ القصص : ۸۳ [2] سُورہ اٰلِ عمران : ۱۸۵

دنیا ہیشگی کے لیے نہیں بنائی گئی، یہاں کی ہر چیز فانی ہے :

دنیا ہیشگی کے واسطے بنائی نہیں گئی ، یہاں آدمی کوئی جاندار ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے یہ دنیا فنا ہونے والی ہے، کسی کے لیے فنا دو چار گھنٹے میں آتی ہے کسی کی فنا مہینوں میں آتی ہے کسی کی فنا سالوں میں آتی ہے کسی کی فنا قرنوں میں آئے گی غرض یہ کہ سب کے لیے فنا ہے ۔

اَلَا کُلُّ شَیْئٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ

وَکُلُّ نَعِیْمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ

اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ سب کا سب فنا ہونے والا ہے، یہ دنیا خود ہمیشہ رہنے والی نہیں اور جتنے جاندار ہیں انسان ہو یا غیر انسان ہو سب کو موت آنے والی ہے قرآن میں ایک جگہ نہیں کئی جگہ پر متنبہ کیا گیا ہے کہ ﴿ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ﴾ ہر انسان کے لیے ہر جان کے لیے موت ہے، موت کو چکھنا پڑے گا۔ تو اس دنیا کے اندر حالت دوسری ہے آخرت کے اندر حالت دوسری ہے اللہ تعالیٰ اسی بات پر متنبہ کرتا ہے کہ وہ دوسرا گھر جس کو آخرت کہتے ہیں وہ ہم اُن لوگوں کے لیے کریں گے اُن لوگوں کو اُس گھر میں راحت اور آرام ہوگا اُس گھر میں ہیشگی اُن کو نصیب ہوگی جو کہ دنیا کے اندر بڑائی اور اُونچائی نہیں چاہتے جن لوگوں کا یہ مقصد نہیں ہے کہ اپنے آپ کو اُونچا ثابت کریں۔ جو لوگ اِس دنیا میں تکبر کرتے ہیں اپنی بڑائی پسند کرتے ہیں اپنی اُونچائی چاہتے ہیں تا کہ اِن سب کو میں دباؤں اور میں اِن کے اُوپر ہو جاؤں، فرماتے ہیں کہ اُن کے لیے آخرت میں ہم کوئی جگہ نہیں دیں گے ﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ﴾ ہم آخرت کی بھلائی آخرت کی بادشاہت آخرت کا آرام آخرت کا کمال اُن لوگوں کے لیے کریں گے جو کہ دنیا میں بلندی اور بڑائی کے چاہنے والے نہیں ہیں اور اُن لوگوں کے لیے بھلائی بڑائی آخرت کی کریں گے جو دنیا میں فساد نہیں کرتے تھے۔

تکبر اور فساد اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہیں :

یہ دو چیزیں اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسندیدہ ہیں بہت زیادہ ناراض ہے (اللہ اِن پر) ایک تکبر،

بڑائی اور دوسری چیز فساد کرنا، لوگوں کو لڑانا لوگوں سے مال اور عزت ان کی راحت وغیرہ کو فنا کرنا، اللہ تعالیٰ خود سب سے بڑا ہے اللہ تعالیٰ ہی کو حق ہے کہ وہ تکبر کرے بلندی اور اُونچائی اپنی ظاہر کرے، اللہ تعالیٰ سب سے مستغنی ہے سب سے بے پرواہ ہے اُس کو کسی کی حاجت نہیں اور اُس کے سوا سب کے سب محتاج ہیں اللہ تعالیٰ کے ﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴾ [1] اے آدمیو ! تم سب کے سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی سب سے بے پرواہ سب سے غنی اور نہایت اچھی صفات والا کمال والا ہے تو خدا کے ہی لیے تکبر جچتا ہے سجتا ہے اور اللہ کے سوا کسی کو بڑائی کا حق نہیں۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْ رِدَائِیْ کَبَبْتُهٗ فِیْ جَهَنَّمَ تکبر اور بڑائی اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میری چادر ہے جیسے آدمی چادر اوڑھتا ہے اور اپنے تمام بدن کو ڈھکتا ہے خداوندِ کریم کی صفت تکبر کی، بڑائی کی، بلندی کی خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے وہ خود بخود موجود ہے اُس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں، اُس نے سب کو پیدا کیا ہے سب کے اندر ہر قسم کے کمالات اپنی طرف سے عطا فرمائے کسی میں کوئی کمال اپنا نہیں ہے سب کے سب محتاج ہیں اسی واسطے کہا گیا ہے ﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے تم سب کے سب محتاج ہو اور اللہ سب سے بے پرواہ ہے۔''

تکبر کرنا درحقیقت خدائی کا دعویدار بننا ہے :

اب جو شخص اپنی بڑائی دکھلاتا ہے تکبر کرتا ہے لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اپنے آپ کو سب سے اُونچا دیکھتا ہے تو وہ خدائی کا دعویدار بنتا ہے خدا کی چادر خدا کی صفت اپنے لیے کھینچتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص کبریائی کو بڑائی کو تکبر کو اپنے لیے ثابت کرے گا وہ مجھ سے جھگڑا کرتا ہے میری چادر کھینچتا ہے میری چادر اپنے اُوپر ڈالتا ہے اور بڑائی ثابت کرتا ہے جو شخص ایسا کرے گا میں اُس کو دوزخ میں اوندھا کر کے سر کے بال ڈال دوں گا اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْ رِدَائِیْ کَبَبْتُهٗ فِیْ جَهَنَّمَ. میرے بھائیو ! تکبر بڑائی اور تعلّی نہایت زیادہ اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہے اللہ تعالیٰ

---

[1] سُورۃ الفاطر : ۱۵

اس سے نہایت ناخوش ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ کسی شخص میں سوائے اپنے تکبر پایا جائے، (وہ) تکبر سے نہایت زیادہ ناراض ہے۔

تکبر کی حقیقت :

جنابِ رسول اللہ ﷺ سے بعض لوگوں نے پوچھا کہ حضور ﷺ آپ تکبر کی بڑی برائی بیان فرماتے ہیں ہم لوگ اِس سے کیسے بچ سکتے ہیں، ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ میرا لباس اچھا ہو، میرا بدن اچھا ہو، میری چال ڈھال اچھی ہو، تو اب کیا ہم سب کے سب خدا کے عذاب کے مستحق ہوں گے ؟ تو فرمایا کہ تکبر یہ نہیں ہے کہ تم اپنا رنگ اچھا بناؤ اپنے بدن کو اچھا بناؤ اپنے کپڑوں کو اچھا بناؤ اپنے مکان کو اچھا بناؤ یہ تکبر نہیں ہے، تکبر یہ ہے غَمْطُ النَّاسِ وَجَحْدُ الْحَقِّ تکبر اُس چیز کا نام ہے کہ حق بات کو نہ ماننا حق بات سے انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا ذلیل دیکھنا ذلیل کرنا کوئی آدمی ہو اُس کو آپ اپنے سے ذلیل سمجھتے ہیں اُس کی حقارت کرتے ہیں اُس کی رسوائی کرتے ہیں مارتے ہیں پیٹتے ہیں گالی دیتے ہیں اپنے برابر بیٹھنے نہیں دیتے اپنے برابر چلنے نہیں دیتے، آج بھی بہت سی جگہوں میں زمینداروں کی مالداروں کی حالت ہے کہ کوئی غریب آگیا تو اُس کو چارپائی پر بیٹھنے نہیں دیتے وہ کھڑا رہتا ہے اُن کے ساتھ غلاموں جیسا معاملہ کرتے ہیں اِس کو فرمایا کہ حق بات کو نہ ماننا اور لوگوں کو ذلیل دیکھنا ذلیل کرنا یہ تکبر کی بات ہے، اگر تم اچھا پہنتے ہو اچھا کھاتے ہو اچھا پیتے ہو تو یہ تکبر نہیں۔

قیامت کے دن متکبرین کا حشر :

جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یُحْشَرُ الْمُتَکَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ [1] جو لوگ دنیا میں تکبر کرتے ہیں اپنی بڑائی کے زعم میں رہتے ہیں دوسروں کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں حق بات اگر اُن سے کہی جائے تو مانتے نہیں ہیں وہ قیامت کے دن سب سے چھوٹی چیونٹی جس کو ''ذَر'' کہتے ہیں ایسے ذلیل کر کے اُٹھائے جائیں گے چیونٹیاں بہت سی قسم کی ہوتی ہیں ''ذَر'' اُس چیونٹی کو کہتے ہیں جو سب سے چھوٹی ہوتی ہے جو چیونٹیاں ایک جو کے برابر وزن میں ہوتی ہیں اُس کو ذَر کہتے ہیں

[1] مشکوۃ شریف باب الغضب و الکبر رقم الحدیث ۵۱۱۲

تو جنابِ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکالے جائیں گے تو جو متکبر لوگ تھے اپنی بڑائی کے زعم میں دوسروں کی حقارت کے زعم میں رہتے تھے وہ قبروں سے سب سے چھوٹی چیونٹی کی صورت میں اُٹھائے جائیں گے نہایت ذلیل ہوں گے۔

جس کے دل میں تکبر ہے اُس پر جنت حرام ہے :

جنابِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اُس شخص کو جس کے دل میں ذرّہ برابر تکبر ہے جنت اُس کے اُوپر حرام کردی ہے [1] ذرّے برابر بھی جس شخص کے اندر تکبر ہے اللہ تعالیٰ نے جنت اُس پر حرام کردی ہے، تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں بڑائی ناپسند ہے اور تواضع وفروتنی اپنے آپ کو نیچا کرنا نیچا سمجھنا وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں نہایت زیادہ پسندیدہ ہے۔

رحمٰن کے بندوں کی شان :

قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے ﴿ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ [2] خدا کی رحمت کے مستحق ہونے والے بندے وہ ہیں جو زمین میں سر جھکا کر کے چلتے ہیں، متکبر لوگ اپنا سر اُونچا کر کے ٹیڑھے کر کے چلتے ہیں، ٹوپی بھی سر کے اُوپر ٹیڑھی رکھی جاتی ہے وہ جب چلتے ہیں تو گردن کو اُٹھا کر کے موڑ کر کے چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے رحمٰن کے بندے وہ نہیں ہیں، رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو کہ سر نیچا کر کے ﴿ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا﴾ ''ھَوْن'' کہتے ہیں نیچا کرنے کو سر جھکا کر چلنے کو ﴿ وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ اور اگر نادان لوگ ان سے اُلجھتے ہیں کوئی گالی دیتا ہے مارتا ہے توہین کرتا ہے تو جواب پتھر کا پتھر سے طمانچے کا طمانچے سے لکڑی کا لکڑی سے نہیں دیتے بلکہ کسی نے گالی دی تو کہتے ہیں السلام علیکم خدا تم کو سالم رکھے اور فضل ڈالے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا مظہر بناتا ہے ﴿عِبَادُ الرَّحْمٰنِ ﴾ وہ رحمٰن کے بندے ہیں تو بھائی اللہ تعالیٰ تکبر بڑائی اُونچائی کو پسند نہیں کرتا۔

---

[1] مشکوۃ شریف باب الغضب و الکبر رقم الحدیث ۵۱۰۸ [2] سُورۃ الفرقان : ۶۳

تواضع سے رفعت نصیب ہوتی ہے :

جنابِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ [۱] کسی کے سامنے اکڑنا اپنی بڑائی کا ظاہر کرنا انتہائی بے عقلی ہے اور جو دوسروں کے سامنے فروتنی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو اُونچا کرتا ہے ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تواضع کے اندر ہماری بے عزتی ہے ہم کو اپنے آپ کو اُونچا کر کے رہنا چاہیے مگر اللہ تعالیٰ اِس کو ناپسند کرتا ہے آقائے نامدار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو نیچا کرے گا دنیا کی لالچ کی وجہ سے نہیں نیچا کرتا ہے یا کسی ظالم کو بڑھانے کے واسطے نہیں فقط اِس وجہ سے اپنے آپ کو نیچا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے اُونچا ہے وہ کسی کو متکبر دیکھنا نہیں چاہتا اِسی وجہ سے ہم اپنے آپ کو سب سے نیچا کریں تو جو شخص ایسا کرتا ہے تو دنیا میں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری بے عزتی ہوجائے گی اگر ہم نیچے بیٹھے اگر ہم نے اپنے آپ کو نیچا دکھایا تو ہماری بے عزتی ہوجائے گی جنابِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کو اُونچا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تکبر کرنے والے کو ذلیل کرنا اپنے اُوپر واجب کرلیا ہے :

اور جنابِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بڑائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اُوپر واجب کرلیا ہے کہ اُسے ذلیل کردے فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے سر اُٹھایا تو حَقٌّ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یَّضَعَهٗ (او کمال قال علیه الصلٰوة والسلام) اللہ تعالیٰ نے اپنے اُوپر واجب کرلیا کہ متکبر کو ذلیل کرے، آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اونٹنی تھی بڑی تیز سب سے آگے نکل جاتی تھی ایک بدوی آیا وہ ایک اُونٹ کے بچے پر سوار تھا اُس نے آکر کہا کہ آنحضرت ﷺ کی اُونٹنی غالباً "عَضْبَاء" یا "قَصْوَا" نام تھا وہ سب سے آگے نکل جاتی ہے تو میں اپنے اُونٹ سے اُس کی چال دیکھوں گا تو اُونٹ آگے نکل گیا اُونٹنی پیچھے رہ گئی، صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) کو رنج ہوا اِس کا، جنابِ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے رنج کو ظاہر کیا تو آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو شخص بھی اپنی بڑائی کو اپنی اُونچائی کو ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ نے اپنے اُوپر واجب کرلیا ہے کہ اُس کو ذلیل کرے۔ تو بہرحال میرے بھائیو !

---

[۱] مشکوۃ شریف باب الغضب و الکبر رقم الحدیث ۵۱۱۹

اللہ تعالیٰ خود سب سے بڑا ہے، سب کا پیدا کرنے والا ہے، سب کو کمال دینے والا ہے، سب کو ہر قسم کی راحت اور آرام پہنچانے والا ہے، وہ سب سے بڑا ہے وہ خود متکبر ہے اُس کے ناموں میں "مُتَکَبِّرُ" بھی ہے۔ وہ اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ کوئی آدمی تکبر کرے اپنے اندر بڑائی پیدا کرے آدمی ہو یا کوئی مخلوق ہو تو تکبر نہایت زیادہ ناپسندیدہ چیز ہے۔

میرے بھائیو ! ہم اس بلا کے اند بہت زیادہ مبتلا ہیں ہم غریبوں کو کمزوروں کو بیماروں کو یتیموں کو اور دوسرے لوگوں کو حتی کہ اپنے برابر کے لوگوں کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں ذلیل سمجھتے ہیں اپنی بڑائی کا خیال کرتے ہیں۔

تکبر کسی وجہ سے بھی ہو، ناپسند ہے :

چاہے بڑائی مال کی وجہ سے ہو یا قوت کی وجہ سے ہو کہ تمہاری جوانی کا زمانہ ہے تم قوی ہو یا نسب کی وجہ سے ہو کہ تم بڑی نسل کے ہو تمہارے باپ دادا بڑے لوگ تھے یا علم کی وجہ سے ہو کہ تم کچھ پڑھنا لکھنا جانتے ہو یا کسی تجارت کی وجہ سے بڑائی ہو، کسی بھی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسرے کو ذلیل سمجھنا اِس چیز کو اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا اور نہایت ذلت کا معاملہ اس سے کرنے کا اعلان کرتا ہے، کہتا ہے ﴿ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ ﴾ ہم آخرت کی بھلائیاں آخرت کی راحتیں اُن لوگوں کو پہنچائیں گے اُن لوگوں کو دیں گے جو زمین میں اپنی برتری اپنی اُونچائی کا اِرادہ نہیں کرتے، اِرادہ کرنے سے (بھی) منع کیا، یہ نہیں کہ اُونچائی کرے، کوئی شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے مگر اِرادہ نہیں کرتا تو اسی کو نہیں بلکہ کوئی شخص اگر صرف اِرادہ کرتا ہے کہ میں بڑا ہو جاؤں بڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے بلندی اُونچائی کی کوشش کرتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں ناپسند ہے اگر اپنے آپ کو بڑھا کر دکھلاتا ہے تب تو وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مبغوض ہے ہی جس کا اِرادہ یہ ہو کہ میں بڑا ہو جاؤں اُس کو بھی اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ آخرت کی تمام بھلائیاں اُن لوگوں کے لیے ہیں جو اپنے آپ کو نیچا رکھیں نیچا کر کے دکھلائیں، سب کے ساتھ تواضع اور فروتنی سے پیش آئیں خدا کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

(باقی صفحہ ۳۵)

قسط : ۱۳

تبلیغِ دین

﴿ حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

حَامِدً وَّ مُصَلِّیًا ! اِس زمانے میں اَجزائے دین میں سے اَخلاقِ حسنہ کو عوام نے اِعتقادًا اور خواص نے عمدًا چھوڑ دیا ہے اِس سے جو مفاسدِ دینیہ اور دُنیویہ پیدا ہو رہے ہیں اُس کا یہی علاج ہے کہ اِس کی تعلیم اور اِس کی تنبیہ کی جائے چنانچہ سلف نے اِس میں مختلف و متعدد کتابیں لکھی ہیں اُن سب میں جامع اور آسان تصنیف حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے ، اُن میں رسالہ ''اَربعین'' یعنی ''تبلیغ دین'' مختصر اور آسان ہے اَکابرین خصوصیت کے ساتھ اپنے مریدین کو اِس کتاب کے پڑھنے کا اِرشاد فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا عاشق اِلٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہ اُنہوں نے اِس کتاب کا اُردو ترجمہ نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ظاہر اور باطن کی اِصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور اِس کو نافع اور مقبول بنائے ، خانقاہِ حامدیہ کی طرف اِسے نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (اِدارہ)

مذموم اخلاق کی تفصیل اور طہارتِ قلب کا بیان

(۳) تیسری اصل ...... غصہ کا بیان :

غصہ آگ کا شعلہ ہے اس کا زور توڑنا بھی ضروری ہے کیونکہ رسولِ مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ''کسی شخص کے پچھاڑنے سے آدمی پہلوان نہیں ہوتا بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو پچھاڑ دے۔''

یاد رکھو کہ جس طرح تلخ ایلوے سے میٹھا شہد بگڑ جاتا ہے اسی طرح غصہ سے ایمان بگڑ جاتا ہے غصہ بری بلا ہے یہ مار پیٹ گالی گلوچ اور زبان درازی جیسے کھلے گناہ کرادیتا ہے اور اسی سے کینہ، حسد، بدگمانی اور افشائے راز (راز ظاہر کرنا) ہتک ِعزت (عزت کو رُسوا کرنا) کے عزم کی باطنی معصیتیں ہوتی ہیں غصہ کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنے مسلمان بھائی کا خوش کرنا ناگوار گزرتا ہے اور اس کا رنج و تکلیف میں رہنا پسند آتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ سب تباہ کن معصیتیں ہیں۔

غصہ کا علاج :

اس کا علاج دو طرح کرنا چاہیے :

اوّل : تو ریاضت اور مجاہدہ سے اس کو توڑنا چاہیے مگر توڑنے سے مقصود یہ نہیں ہے کہ غصہ کا مادّہ ہی نہ رہے اس لیے کہ اگر مادّہ ہی جاتا رہے گا تو کفار سے جنگ اور جہاد کیونکر ہوگا اور فساق و فجار اور مبتدعین کی خلافِ شرع باتوں پر ناگواری کس طرح ہوگی، ناجائز افعال دیکھ کر غصہ آنا تو ضروری اور شرع کا عین مقصود ہے لہٰذا غصہ کے توڑنے اور ریاضت کرنے سے مراد یہ ہے کہ اِس کو مہذب اور عقل وشرع کا تابعدار بنالیا جائے اور ایسا کر دیا جائے جیسا کہ شکاری کتا ہوتا ہے کہ جب اس کا مالک اس کو بھگاتا ہے تو وہ بھاگتا ہے اور جب وہ کسی پر حملہ کراتا ہے تو حملہ کرتا ہے ورنہ چپ چاپ بیٹھا رہتا ہے یہی حالت غصہ کی ہونی چاہیے اگر شریعت حکم دے اور غصہ کو بھڑکائے تو فوراً بھڑک اُٹھے اور اپنا کام کرے ورنہ چپ رہے اور بے حس وحرکت پڑا رہے۔

غصہ کو مہذب اور مسخر بنانے کی ترکیب :

غصہ کو ایسا مہذب بنانے کی تدبیریں یہ ہیں کہ

اوّل : نفس کی باگ روکو، حلم و برداشت کی عادت ڈالو اور جب کوئی غصہ پیدا کرنے والا واقعہ پیش آئے تو نفس پر جبر کیا کرو اور غصہ کو بھڑکنے نہ دو، پس یہی وہ ریاضت ہے جس سے غصہ مطیع وفرمانبردار بن جائے گا۔

دوم : غصہ کے جوش کے وقت ضبط سے کام لو اور اس کو پی جاؤ اور اس کا ایک علاج علمی ہے اور ایک عملی۔

علمی علاج تو یہ ہے کہ غصہ کے وقت سوچو کہ غصہ کیوں آتا ہے ظاہر ہے کہ اس کا سبب حکمِ خداوندی میں دخیل ہونا اور دست اندازی کرنا ہے کیونکہ غصہ کرنے والے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام میری مرضی کے موافق کیوں نہ ہوا اور اِرادۂ خداوندی کے موافق کیوں ہوا ؟ اب تم ہی بتاؤ کہ یہ حماقت ہے یا نہیں ؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو اپنے ارادہ اور منشا کے تابع بنانا چاہتے ہو، یاد رکھو کہ خدا کے حکم کے بغیر ذرّہ نہیں ہل سکتا پھر تم اس میں دخل دینے والے اور اس کو ناگوار سمجھنے والے کون ؟

دوسرے اس بات کا خیال رکھو کہ میرا اس شخص پر کیا حق ہے ؟ اور اللہ کا مجھ پر کیا حق ہے ؟ اور پھر اللہ کا تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہے ؟ اور تم اس شخص کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہتے ہو ؟ ظاہر ہے کہ تم جس شخص پر غصہ کر رہے ہو اُس کے مالک نہیں ہو، خالق نہیں ہو، رزق تم اُس کو نہیں دیتے، حیات تمہاری دی ہوئی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے تم پر ہر قسم کے حقوق ہیں کہ تم ہر طرح سے اس کے محکوم و مملوک ہو اور احسان مند ہو بایں ہمہ تم اپنے مالکِ حقیقی کی بیسیوں خطائیں اور نافرمانیاں رات دن کرتے ہو اور باوجود اِس احسان و استحقاق کے وہ سب کو برداشت کرتا ہے، اگر ایک قصور پر بھی سزا دے تو کہیں تمہارا ٹھکانا نہ رہے اور تمہارا حالانکہ کسی پر بھی حق نہیں ہے پھر یہ حالت ہے کہ ذرا سی خلافِ طبع حرکت پر غصہ سے باہر ہوئے جاتے ہو اور اِس کو دنیا سے ناپید کر دینے کے لیے تیار ہو، کیا تمہاری اطاعت و رضامندی اللہ کی عبادت و حکم سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

عملی علاج یہ ہے کہ جب غصہ آئے تو ﴿ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴾ پڑھو کیونکہ غصہ شیطانی اثر ہے اور شیطان کے شر سے جب پناہ مانگی جائیگی تو وہ اثر زائل ہو جائے گا نیز اپنی حالت بدل دو یعنی اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ اور اگر اِس سے بھی غصہ ٹھنڈا نہ ہو تو وضو کر لو اور اپنا رُخسار زمین پر رکھ دو تا کہ تکبر ٹوٹے اور عزت والا عضو جب زمین پر رکھا جائے تو نفس مرے کیونکہ حدیث میں آیا ہے ''اللہ کے نزدیک سب سے بہتر گھونٹ جو مسلمان پیتا ہے وہ غصہ کا گھونٹ ہے۔'' (باقی صفحہ ۶۳)

قسط : ۴

فضائلِ مسجد

حضرت مولانا صدر الدین صاحب انصاری ، انڈیا
تلمیذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ

مسجدیں جنت کے باغ ہیں :

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارا گزر جنت کے باغوں پر ہوا کرے تو اُس کے پھل کھایا کرو، صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ باغ کون سے ہیں ؟ آپ نے فرمایا کہ مسجدیں، پھر صحابہؓ نے پوچھا کہ پھل کھانے کا کیا مطلب ؟ آپ نے فرمایا کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہو۔[1]

اس حدیث سے اور ظاہر ہوگیا کہ مسجدیں ایسے باغ ہیں کہ جن کے پھل کھانے پر کسی قسم کی کوئی قید نہیں ایسی قیمت بھی نہیں کہ جس کو ادا کرنا مشکل ہو، ہر شخص کو عام اجازت ہے کہ آؤ اور خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔ اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان باغوں کے پھل سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہیں۔ ان حکموں کی ترغیب کے لیے یہی حدیث کم نہیں مگر اس کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے والے کے لیے ہر کلمے کے بدلے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے، حضرت سمرہ بن جندبؓ کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ چاروں کلمے اللہ تعالیٰ کی نظر میں تمام کلمات سے بہتر ہیں۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الصلوۃ باب المساجد و مواضع الصلوۃ رقم الحدیث ۷۲۹

ایک مرتبہ حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو ہلکا سا وظیفہ بتا دیجئے میں بہت بوڑھی ہوگئی ہوں، آپ نے فرمایا کہ سو بار ''سبحان اللہ'' پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے سو غلام آزاد کیے ہوں، سو بار ''الحمد للہ'' کہا کرو اس کا ثواب ایسا ہے جیسے مجاہدین کو سو گھوڑے زین اور لگام سمیت دے دیے ہوں، سو بار ''اللہ اکبر'' کہا کرو اس کا ثواب ایسا ہے جیسے سو اُونٹ مع نکیل وغیرہ اللہ کے راستے میں دے دیے ہوں اور سو بار ''لا اِلٰہ اِلا اللہ'' کہا کرو یہ کلمہ آسمان اور زمین کو ثواب سے بھر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جن میں ان کلموں کا ثواب بتایا گیا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کی مسجد سے وابستگی :

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَھَارًا فِی الضُّحٰی فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِیْہِ.[۱]

''حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سفر سے چاشت کے وقت میں تشریف لایا کرتے تھے جب آپ تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے پھر تشریف فرما ہوتے تھے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے حضور ﷺ مسجد سے وابستگی کا کس قدر اہتمام فرمایا کرتے تھے کہ سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے، نماز پڑھتے پھر وعظ وارشاد میں مشغول ہوتے یا اور کوئی کام کرتے، آپ کے بعد صحابہ کرامؓ کا بھی یہی معمول ہوگیا تھا کہ سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں اُترتے نماز ادا کرتے اور پھر منزل کی طرف جاتے، اب بھی یہی طریقہ مسنون ہے۔ ہر اہم مسئلہ کے وقت حضور اقدس ﷺ عمومًا مسجد میں تشریف لے جاتے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آندھی چلتی تو حضور اقدس ﷺ فورًا مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور جب تک آندھی بند نہ ہو مسجد سے نہ نکلتے۔

---

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الصلوۃ باب المساجد و مواضع الصلوۃ رقم الحدیث ۷۰۵

مسجد جانے کا ثواب حج و عمرہ کے برابر :

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ مُتَطَهِّرًا اِلٰی صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ فَاَجْرُهٗ كَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ اِلٰی تَسْبِیْحِ الضُّحٰی لَا یَنْصِبُهٗ اِلَّا اِیَّاهُ فَاَجْرُهٗ كَاَجْرِ الْمُعْتَمِرِ.[1]

''حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے پاک صاف ہو کر فرض نماز ادا کرنے کے لیے نکلا تو اُس کو حج کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور جو چاشت کی نماز کے لیے پاک صاف ہو کر (مسجد) آیا اُس کو عمرہ کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے (مگر شرط یہ ہے کہ مسجد میں جانے سے اُس کی غرض نماز کے سوا اور کچھ نہ ہو)۔''

بات یہ ہے کہ فرض نماز تو تا حدِ امکان مسجد ہی میں پڑھنی چاہیے بلکہ بعض علماء کے ہاں تو اس قدر سختی ہے کہ وہ تو بغیر جماعت کے نماز کی ادائیگی کے قائل ہی نہیں، جماعت کے فضائل اور اس کی اہمیت کے بارے میں اور مسجد میں آنے کی بہت فضیلت احادیث میں آئی ہے۔ (جاری ہے)

❁ ❁ ❁

بقیہ : تکبر اور فساد

تو اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور بڑائی اپنی صفت سمجھتا ہے اور حقیقتاً اُس کی صفت ہے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص اس بڑائی کے اندر اُس کا شریک بنے یا دعوی بڑائی کا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اعلان کیا خبردار کوئی شخص اِس دنیا کے اندر تعلّی، تکبر، لوگوں کو ذلیل کرنا اپنے آپ کو اُونچا دکھانا عمل میں نہ لائے اگر کوئی ایسا کرے گا تو ہم آخرت میں اُس کو نہایت زیادہ ذلیل کریں گے اور طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا کریں گے۔ (جاری ہے)

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الصلوۃ باب المساجد و مواضع الصلوۃ رقم الحدیث ۷۲۸

قسط : ۵

دل کی حفاظت

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، انڈیا ﴾

چوتھی فصل......بغض وعداوت :

دل کو جن بدترین امراض سے بچانا ضروری ہے اُن میں ایک بڑا مرض کسی سے کینہ اور بغض رکھنا ہے یہ ایسا مرض ہے جس کا ضرر مسلسل جاری رہتا ہے اور دینی و دنیاوی ہر اعتبار سے اِس کے مفاسد سامنے آتے رہتے ہیں، دنیوی مفاسد تو ظاہر ہیں کہ اِس بغض و عداوت کی وجہ سے معاملہ کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتا ہے اور دینی مفاسد یہ ہیں کہ جب کسی سے بغض ہوتا ہے تو پھر اُس پر الزامات لگائے جاتے ہیں غیبتیں کی جاتی ہیں سازشیں رچائی جاتی ہیں گویا کہ ایک مرض نہ جانے کتنے امراض کا سبب بن جاتا ہے اور پھر سب سے بڑی نحوست یہ کہ اِس کی بنا پر بارگاہِ خداوندی میں دعائیں قبول نہیں ہوتیں چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے :

تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیَغْفِرُ اللّٰهُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اُتْرُکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا. (کنز العمال ج ۳ ص ۱۸۷)

''ہر ہفتہ میں دو مرتبہ پیر اور جمعرات کے دن (اللہ کے دربار میں) لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ہر ایمان والے شخص کی مغفرت فرماتا ہے سوائے ایسے آدمی کے جس کی دوسرے سے دشمنی اور بغض ہو تو کہہ دیا جاتا ہے کہ اِن دونوں کو ابھی چھوڑ دو تا آنکہ یہ دونوں صلح کر لیں۔''

اور بعض روایات میں ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو مغفرت کی جاتی ہے مگر کینہ پرور کی

اس رات میں بھی مغفرت نہیں ہوتی [۱] اس لیے شریعتِ اسلامیہ نے بغض و عداوت کے تقاضوں پر عمل کرنے سے نہایت سختی سے منع کیا ہے۔

بول چال بند کرنا :

آج جہاں کسی سے کوئی نا گواری کی بات ہوئی بول چال بند کردی جاتی ہے خوشی اور غمی میں شرکت سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی جاتی ہے حتی کہ اگر کہیں دونوں کا سامنا بھی ہو جائے تو ہر ایک منہ موڑ کر الگ راستہ اپنا لیتا ہے یہ طریقہ صحیح نہیں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے :

لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَ یُعْرِضُ ھٰذَا، وَ خَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَءُ بِالسَّلَامِ. [۲]

''کسی شخص کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ بول چال قصداً بند کرے دونوں اس حال میں ملیں کہ ہر ایک دوسرے سے اعراض کرتا ہو، اُن میں بہتر وہ شخص ہے جو سلام سے ابتداء کرے۔''

حدیث شریف میں تین دن کی قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر طبعی تقاضے کی بنا پر نا گواری ہو جائے تو اِس کا اثر تین دن پورے ہونے پر جاتا رہتا ہے، اب آگے اگر قصداً بول چال بند ہو رہی ہے تو یہ طبعی تقاضے کا اثر نہیں بلکہ دل کے کینے اور بغض کا اثر ہے جس کو مٹانے کی ضرورت ہے، غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نزاع کے دوران فریقین میں بات چیت بند ہونا نزاع کو بڑھانے میں سب سے مؤثر کردار ادا کرتا ہے کیونکہ اگر بات چیت کا سلسلہ قائم ہو تو کتنی ہی بدگمانیاں تو محض گفتگو سے ختم ہو جاتی ہیں اور بات چیت قائم نہ ہو تو جھگڑے کی خلیج برابر بڑھتی چلی جاتی ہے اور دونوں طرف سے کھل کر حقوق کی پامالی کی جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں نزاع کے سبھی اسباب کو سرے سے ختم کرنے کی تلقین فرمائی ہے آپ نے فرمایا :

---

[۱] کنزالعمال ج۳ ص۱۸۶ [۲] مشکوۃ شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۵۰۲۸

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا. [1]

''بدگمانی سے بچتے رہو، اس لیے کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور کسی کی ٹوہ میں مت رہو اور نہ جاسوسی کرو اور نہ بھاؤ بڑھاؤ اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ بغض کرو اور نہ پیٹھ پیچھے دوسرے کی برائی کرو، اور سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ. (الترغیب والترھیب للمنذری ۳/ ۳۰۶)

''جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے ایک سال بول چال بند رکھی اُس نے گویا اُس کا خون بہادیا۔''

بسا اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ دو آدمیوں میں نا چاقی ہوتی ہے اور اُن میں سے ایک صلح کرنا چاہتا ہے دوسرا صلح پر آمادہ نہیں ہوتا، تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ صلح پر آمادہ کیوں نہیں ہو رہا ہے، اُس کا کوئی حق بنتا ہے جس کا وہ مطالبہ کر رہا ہے تو اُس کا حق ادا کیا جائے اور اگر وہ خواہ مخواہ صلح سے انکار کرتا ہے تو لڑائی اور نزاع کا گناہ صلح چاہنے والے پر نہ ہوگا بلکہ صرف اُسی شخص پر ہوگا جو صلح سے انکار کر رہا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے :

لَا تَحِلُّ الْهِجْرَةُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَاِنِ الْتَقَيَا فَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا فَرَدَّ الْاٰخَرُ اِشْتَرَكَا فِى الْاَجْرِ وَاِنْ لَّمْ يَرُدَّ بَرِئَ هٰذَا مِنَ الْاِثْمِ وَبَاءَ بِهِ الْاٰخَرُ. [2]

''تین دن سے زیادہ بول چال بند کرنا جائز نہیں ہے پھر اگر دونوں کی ملاقات ہو اور ایک نے سلام کیا تو اگر دوسرا جواب دے دے تو دونوں ثواب میں شریک

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الاداب باب ما ینھی عنه من التھاجر و التقاطع رقم الحدیث ۵۰۲۸

[2] رواہ الطبرانی والترغیب و الترھیب ج ۳ ص ۳۰۵

ہوجائیں گے اور اگر دوسرا جواب نہ دے تو یہ (سلام کرنے والا) گناہ سے بری ہوجائے گا اور دوسرا (جواب نہ دینے والا) گنہگار رہے گا۔''

حاصل یہ ہے کہ ہر مومن کو دوسرے کی طرف سے دل صاف رکھنا ضروری ہے اور اگر اتفاقاً کوئی بات ناگواری کی پیش آجائے تو جلد از جلد اُسے رفع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اِس بارے میں کوتاہی اور لاپروائی سے بڑے مفاسد جنم لیتے ہیں اور بعد میں ان کا سدِباب بہت مشکل ہوجاتا ہے۔

بغض کے بعض مفاسد :

امام غزالی نے لکھا ہے کہ بغض وعداوت کی وجہ سے آٹھ خرابیاں اکثر سامنے آتی ہیں :

(۱) حسد : یعنی تمنا ہوتی ہے کہ دوسرے کے پاس سے نعمت جاتی رہی اور اُس کو نعمت ملنے پر دل میں کڑھتا ہے اور اُس کی مصیبت پر خوش ہوتا ہے، یہ منافقین کی خصلت ہے اور دین کا ستیاناس کرنے والی صفت ہے۔

(۲) شماتت : یعنی دوسرے کی مصیبت پر دل میں خوب خوشی محسوس کرے۔

(۳) ترکِ تعلقات : کہ دلی کینہ کی وجہ سے بول چال، آنا جانا سب بند کردیتا ہے۔

(۴) دوسرے کو حقیر سمجھنا : عموماً کینہ کی وجہ سے دوسرے کو ذلیل وحقیر سمجھتا ہے۔

(۵) زبان درازی : جب کسی سے بغض ہوتا ہے تو اُس کے بارے میں غیبت، چغلی، بہتان طرازی، الغرض کسی بھی برائی سے احتراز نہیں کیا جاتا۔

(۶) مذاق اُڑانا : یعنی کینہ کی وجہ سے دوسرے کا مذاق اُڑاتا ہے اور بے عزتی کرتا ہے۔

(۷) مار پیٹ : یعنی کبھی کبھی کینہ کی وجہ سے آدمی مار پیٹ پر بھی اُتر آتا ہے۔

(۸) سابقہ تعلقات میں کمی : یعنی اگر کچھ اور نہ بھی ہو تو بغض کا ایک ادنیٰ اثر یہ تو ہوتا ہی ہے کہ اُس شخص سے پہلے جو تعلقات اور بشاشت رہی ہوتی ہے وہ ختم ہوجاتی ہے۔[۱] (جاری ہے)

---

[۱] مذاق العارفین ج۳ ص ۱۹۹

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کی حیاتِ مبارکہ کے تین دور اور اُن کی خصوصیات

بچشم دیگراں کبیر و بنظرِ خود حقیر اپنی اور دوسروں کی نگاہ کا فرق

﴿ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہم العالی، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند ﴾

مشاہیر اسلام میں کسی کو ''بدیع الزمان'' کے لقب سے پکارا گیا ہے اور کسی کو مورخین ''نادرۃ العصر'' لکھتے ہیں جن مشاہیر کو اِن الفاظ سے یاد کیا گیا ہے اُن کے کسی ایک کمال کے لحاظ سے یہ القاب حقیقت پر مبنی ہوں تو ہوں مگر اُن کے تمام اوصاف کے لحاظ سے خالی از مبالغہ نہیں لیکن شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے جملہ اوصاف کے لحاظ سے بدیع الزماں، نادرۃ العصر اور یکتائے روزگار تھے وہ اپنے متنوع علمی کمالات و باطنی مقامات، بیشمار محاسن اعمال اور بے انتہا بلند اخلاق و کردار کے لحاظ سے بالکل منفرد اور بے مثال تھے، مولانا کے زندگی کے تین دور ہیں۔

☆ پہلا دور خالص علمی خدمت کا دور تھا جو ابتدائے قیام مدینہ منورہ ۱۳۱۷ھ سے شروع ہو کر اسارتِ مالٹا (۱۳۳۴ھ) پر ختم ہوتا ہے، اس سترہ سال کی مدت میں تین بار آپ ہندوستان واپس آئے اور کبھی چند مہینے اور کبھی چند برس رہ کر پھر حجاز تشریف لے گئے ہیں۔ فترات قیام ہند[۱] کے استثناء کے بعد کم و بیش تیرہ سال آپ نے مدینہ منورہ میں علمِ دین کی نشر و اشاعت میں صرف فرمائے ہیں، اسی دور کی یادگار آپ کا فاضلانہ رسالہ ''اَلشِّھَابُ الثَّاقِبُ'' ہے جس میں بریلوی فتنہ کی آپ نے بیخ کنی کی ہے اور اُسی دور کی یادگار ہماری جماعت کے ممتاز عالم ادیب اور مفسر مولانا عبدالحق مدنیؒ[۲] تھے جنہوں نے مدینہ طیبہ میں مولانا سے تعلیم پائی تھی۔

---

[۱] ہند میں قیام کی مدت [۲] آپ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاںؒ کے خسر بھی ہیں، مدفون دیوبند۔

☆ دوسرا دور مالٹا سے واپسی ۱۳۳۸ھ کے بعد سے ۱۳۴۶ھ دارُ العلوم دیوبند کی صدارتِ عظمٰی پر فائز ہونے تک کا ہے۔ یہ زمانہ آپ کی سیاسی گرم جوشی تحریکِ خلافت وتحریکِ آزادی کی علمبرداری، فرنگی حکومت سے ٹکر لینے اور اُس کے نتیجہ میں قید و بند کا دور ہے جس میں آپ کی سیاسی بصیرت وتدبر، مجاہدانہ عزم وہمت اور غیر متزلزل صبر واستقامت کا ظہور ہوا۔

☆ تیسرا دور دارُ العلوم کی صدارت ۱۳۴۶ھ سے لے کر وفات تک کارنامہ ہے جس میں بیک وقت آپ دنیائے اسلام میں اپنے نوع کی واحد اور سب سے بڑی دینی درسگاہ کے شیخ الحدیث اور صدر المدرسین بھی تھے اور اس مدت کے اکثر حصہ میں ہندو مسلمانانِ ہند کی فلاح و بہبود کی کفیل جماعت ''جمعیۃ علماء ہند'' کے صدر ورئیس مجلس بھی تھے اور ان تمام تعلیمی، سیاسی واصلاحی عظیم مہمات کی سرانجام دہی کے ساتھ اُس دور میں ہندوستان کے سب سے اُونچے عارف باللہ اور شیخ طریقت بھی تھے جن کے ہاتھ پر لاکھوں بندگانِ خدا نے بیعت کر کے ہدایت پائی اور کتنوں کو معرفتِ خداوندی نصیب ہوئی۔

ان تین دوروں کے علاوہ آپ کی زندگی کا ایک اہم دور اسارتِ مالٹا کا زمانہ بھی ہے جس میں اپنے شفیق اُستاد ومربی کے ساتھ ان کی والہانہ شفقت، بے مثال وفا شعاری اور کمالِ عقیدت وخدمت گزاری کے جوہر کھلے۔ مولانا کی زندگی کا یہ ایک نہایت اجمالی خاکہ ہے اس اجمال کی تفصیل اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں ہے۔

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

گل چین بہار تو ز داماں گلہ دارد [۱]

بہر حال ان ہر چہار اَدوارِ حیات کی تفصیلی داستان سنانے کا حق تو مولانا کے مستقل سوانح نگار کو ہے، میں اِس وقت کچھ اپنے تاثرات اور چند مشاہدات کو ذکر کر کے مولانا کے تذکرہ نویسوں کی صف میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں، مجھے حضرت مرحوم کی زیارت کا شرف پہلی بار مالٹا

---

[۱] ترجمہ : نگاہ کا دامن تنگ اور تیرے حسن کے پھول زیادہ ہیں، تیری بہار کے پھول چننے والے اپنی تنگ دامنی کا گلہ کرتے ہیں۔

سے واپسی کے بعد ۱۳۳۸ھ یا ۱۳۳۹ھ میں اُس وقت حاصل ہوا جب میں دارُالعلوم دیو بند میں دورہ کا طالب علم تھا اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے مکان میں میرا قیام تھا اور حضرت مرحوم نئے مکان میں قیام پذیر تھے، اُس وقت تحریکِ خلافت شباب پر تھی اس سلسلہ میں اکثر جلسے ہوتے رہتے تھے ان جلسوں میں حضرت مرحوم کی تقریریں میں نے سنی ہیں اُس زمانہ میں میں نے دیکھا ہے کہ بسا اوقات ظہر سے پہلے یا ظہر کے بعد اپنے ہاتھ سے اپنے خطوط مدرسہ کے لیٹر بکس میں ڈالنے کے لیے تشریف لاتے تھے ،کھدر کا پاجامہ، کھدر کا براؤن رنگ کا کرتہ زیبِ بدن اور کھدر کی دو پلی ٹوپی زیبِ سر ہوتی تھی۔ طلباء میں اُس وقت اکثر یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت کے پاس عنقریب نسائی شریف کا سبق شروع ہوگا مگر چند ہی دن گزرے تھے کہ ایک روز بعد عصر مدرسہ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ مولانا کو گرفتار کرنے کے لیے پولیس آئی ہے اِس خبر کا سننا تھا کہ ایک تہلکہ مچ گیا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مکان سے لے کر مفتی صاحب کی مسجد بلکہ مدرسہ تک راستوں اور گلیوں میں طلباء بھر گئے اور اَڑ گئے کہ ہم گرفتار نہ ہونے دیں گے، معاملہ نہایت نازک صورت اختیار کر گیا اور اتفاق سے اُس وقت سوائے حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کے کوئی دوسرا بڑا شخص دیو بند میں موجود نہ تھا، مفتی صاحب مرحوم نہایت خاموش اور سیدھے سادھے بزرگ تھے مگر اُس دن معلوم ہوا کہ ہمارے بزرگوں میں ہر قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں، حضرت مفتی صاحب نے ایک مکان کی چھت پر چڑھ کر طلباء کو صبر و سکون اور پُر امن رہنے کی تلقین فرمائی مفتی صاحب کی تقریر سے ہنگامہ کچھ فرو ہوا اور پولیس نے بھی اُس وقت واپس چلے جانے میں مصلحت سمجھی، طلباء جب واپس چلے گئے تو رات کے سناٹے میں فوج نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کا محاصرہ کیا اور اُس وقت پولیس حضرت کو گرفتار کر کے لے گئی، گرفتاری کے وقت میں بھی محاصرہ میں تھا مگر ہم لوگ اُس وقت بے خبر سو رہے تھے صبح کو یہ واقعہ معلوم ہوا، اسی گرفتاری کے بعد کراچی کا وہ مشہور مقدمہ پیش آیا جس میں حضرت مرحوم کی جرأتِ حق نے انگریزی ایوانِ حکومت میں زلزلہ ڈال دیا تھا۔

اس کے بعد مدتوں حضرت کی زیارت سے محرومی رہی پھر جب ۱۳۴۶ھ میں آپ دارُالعلوم

کی مسندِ صدارت پر رونق افروز ہوئے تو اُس کے بعد سے مرضِ وفات تک یاد نہیں کتنی بار حضرت کی صحبت میں رہنے اور طویل وقصیر زیارت سے بہرہ ور ہونے اور آپ کی نوازشوں اور شفقتوں سے مالا مال ہونے کا موقع ملا۔

زیارتوں کا یہ سلسلہ بہت طویل اور اس کی مدت تیس سال سے زیادہ ہے مگر اس پوری مدت میں باوجودیکہ میرا تعلق بیعت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا اور حضرت مرحوم کو اِس کی اطلاع بھی تھی ، میں نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ حضرت مرحوم اپنے اخص خواص تلامذہ و مریدین ومحبین کی نسبت سے کچھ کم اعتماد ومحبت وشفقت اِس حقیر پر فرماتے ہیں، میں حضرت کی اس بلندی اخلاق سے بہت زیادہ متاثر تھا اور ہوں۔

مجھ کو حضرت مرحوم کی اِس خصوصیت نے بھی بے حد متاثر کیا تھا کہ آپ اپنے عقیدت مندوں سے ظاہر دارانہ نہیں بلکہ دل سے محبت فرماتے تھے اور بہت قوی الاحساس تھے، اس لیے اگر کسی عقیدتمند کو کوئی معمولی تکلیف یا کوفت کسی وجہ سے پہنچ جاتی تو ہر چند کہ اُس میں آپ کے ارادہ واختیار کو کوئی دخل نہ ہوتا جب بھی اس کو بہت محسوس کرتے تھے اور کلماتِ معذرت لکھ کر اُس کی دلدہی ضروری سمجھتے تھے۔

ایک دفعہ مئو میں مجھے اطلاع ملی کہ حضرت فلاں گاڑی سے بلتھرا روڈ جاتے ہوئے مئو سے گزریں گے میں اُس وقت ملنے کے لیے سٹیشن گیا مگر حضرت اُس گاڑی سے تشریف نہیں لائے اور زیارت سے محرومی رہی، اس کے بعد ہمارے قصبہ کے نیک نفس طبیب حکیم سعد اللہ صاحب نے ایک دن مجھ سے کہا کہ میں نے اس سال حج کا ارادہ کر لیا ہے اور میری خواہش ہے کہ مدینہ منورہ میں مدرسۃ العلوم الشرعیہ میں قیام کروں اس لیے حضرت مولانا کا ایک سفارشی خط وہاں کے لیے حاصل ہو جاتا تو بہت بہتر تھا، میں نے حکیم صاحب کی خواہش کی بنا پر حضرت کو ایک عریضہ دیوبند کے پتہ پر لکھا، حضرت نے سفارشی خط تحریر فرما کر بھیج دیا اور اس کے ساتھ احقر کے نام بھی ایک والا نامہ تحریر فرمایا جس میں سٹیشن سے میری ناکام واپسی پر اظہار افسوس کے ساتھ جلد ہی تشریف آوری کی بشارت کے ذریعہ دلدہی فرمائی تھی اس خط کا متن بعینہٖ یہ ہے :

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج مبارک ! والا نامہ دیو بند سے واپس ہوکر یہاں ٹانڈا میں باعثِ سرفرازی ہوا مجھ کو بلتھرا روڈ میں معلوم ہوا کہ آنجناب گزشتہ جمعرات ۱۲ر شوال کو خبر پا کر شام گاڑی پر سٹیشن پر تشریف لائے تھے اِس سے مجھ کو افسوس ہوا، چونکہ شاہ گنج میں اُس دن ڈیرہ ایکسپریس کے لیٹ ہوجانے کی بنا پر آپ کی چھوٹی لائن والی شہنشاہی گاڑی چھوٹ گئی تھی اس لیے اُس گاڑی میں نہیں آسکا تھا شب کی گاڑی میں تقریبًا بارہ بجے گزرا لیکن بدقسمتی سے ملاقات سے محروم رہا، آنے اور جانے کے دونوں وقتوں میں اگر منظورِ الٰہی ہے تو قریبی زمانہ میں شرفِ زیارت حاصل کروں گا حسبِ ارشاد مدینہ منورہ کو عریضہ لکھ دیا ہے، جناب حکیم سعد اللہ صاحب کو دے دیجیے اور ہدایت فرما دیجیے کہ مدینہ منورہ میں موٹر سے اُتر کر اسباب مزدوروں کے سر پر رکھوا کر بھائی صاحب کے مکان پر چلے جائیں کتنا ہی مدینہ منورہ کے معلم یا دوسرے اشخاص روکیں یا دوسری طرف پھریں تو اُس طرف توجہ نہ فرمائیں۔ بھائی صاحب باب النساء پر بالکل حرمِ نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے متصل رہتے ہیں، احباب کے لیے کچھ حصص مکانات کے خالی رکھتے ہیں وہاں چلے جائیں۔ بھائی صاحب انشاء اللہ حسبِ استطاعت امداد واعانتِ لازمہ میں کوتاہی نہ فرمائیں گے، مکان حرمِ نبوی کے بالکل قریب ہے صرف سڑک فاصلہ ہے حکیم صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیجیے۔ والسلام

واقفین پرسانِ حال سے سلام مسنون عرض کردیجیے۔

ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

۱۸ر شوال ۱۳۵۶ھ

اس مکتوبِ گرامی کو پڑھ کر میرے دل میں اس کرم وسمو اخلاق کا بھی بڑا خاصا اثرا ہوا کہ باوجودیکہ حکیم صاحب سے مولانا کا کوئی تعلق بلکہ جان پہچان بھی نہیں ہے مگر حضرت نے صرف خط لکھ کر ٹال نہیں دیا بلکہ بمقتضائے اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ ان کی راحت وسہولت کے لیے قیمتی مشوروں سے بھی نوازا، یہ باتیں کسی کی نگاہ میں معمولی ہوں مگر جس نے اسلام کی اخلاقی تعلیمات کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور آج اُس کی نگاہ اس دنیا میں خود اسلام کے شیدائیوں کے اندر اس کے عملی نمونے دیکھنے کی متمنی ہو اُس کے نزدیک یہ باتیں بہت غیر معمولی ہیں اور حضرت کے واقعاتِ زندگی میں اس کی صدہا مثالیں مل سکتی ہیں مگر میں تو اس وقت اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات میں سے ایک آدھ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

میں حضرت کے کمالِ بے نفسی سے بھی بے حد متاثر تھا علم وعرفان اور اصلاح وتقویٰ میں جو اُونچے سے اُونچا پایہ آپ کا تھا اور شہرت ومقبولیت کا جو بلند ترین مقام آپ کو حاصل تھا وہ ہر کس وناکس کو معلوم ہے مگر اِس کے باوجود کبھی محسوس نہیں ہوا کہ آپ ذرّہ بھر بھی کوئی برتری اپنے اندر محسوس کرتے ہوں، اپنے چھوٹے سے چھوٹے شاگردوں تک سے بے تکلفی کی گفتگو بلکہ بعض اوقات مزاح بھی فرماتے ہوئے دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ اللہ اکبر یہ بے نفسی !

عہد طالبِ علمی کے رفقاء کے ساتھ آج بھی اُسی بے تکلفی سے ملتے اور بات چیت کرتے تھے جس طرح طالب علمی میں کرتے ہوں گے، حضرت مولانا حکیم محمد اسحاق صاحب مرحوم کے ساتھ حضرت کے بے تکلفانہ برتاؤ کا منظر جو دارُالعلوم کی مجلسِ شوریٰ میں بار بار دیکھنے میں آیا ہے آج بھی آنکھوں میں پھر رہا ہے اس کا سبب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ حضرت مرحوم سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے تھے ورنہ آج تو وہ زمانہ ہے کہ جہاں کسی کو ذرا برتری ہوئی تو وہ اپنے پرانے رفیقوں سے بھی اس رکھ رکھاؤ سے اور اپنے کو اس طرح لیے دیے ملتا ہے کہ جیسے کبھی باہم بے تکلفی تو کیا شناسائی بھی نہیں تھی بلکہ ہم نے تو ایسے شاگردوں کو بھی دیکھا ہے جو شہرت اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ کر اپنے غیر مشہور اساتذہ سے تلمذ کی نسبت کے اظہار واعتراف میں بھی پس وپیش کرتے ہیں۔

حضرت کی اسی بے نفسی کا نتیجہ تھا کہ مصافحہ کے وقت جہاں آپ نے محسوس فرمایا کہ ملنے والا

ہاتھوں کو بوسہ دینا چاہتا ہے تو بڑے جھٹکے کے ساتھ ہاتھ کھینچ لیتے تھے۔ مجلس میں آپ کی تشریف آوری کے وقت لوگ تعظیماً کھڑے ہوجاتے تھے تو سخت کراہت ونفرت کا اظہار فرماتے تھے بلکہ بعض مواقع میں نہایت سختی سے فرمایا کہ کوئی کھڑا ہوگا تو میں ہرگز نہ آؤں گا۔

ایک دفعہ مدنی منزل سے مسجد جانے کے لیے اُٹھے، دروازہ پر پہنچے تو کسی طالب علم نے آگے بڑھ کر اُن کواڑوں کو کھول دیا جو دروازہ کے نچلے نصف حصہ میں لگے ہوئے ہیں، حضرت نے بڑی برہمی کے ساتھ فرمایا کہ تم نے اس کو کیوں کھولا، کیا میرے ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں ؟

بے موقع نہ ہوگا اگر اس سلسلہ میں یہ واقعہ بھی ذکر کردوں کہ ایک دفعہ بلتھرا روڈ سے واپسی میں شاہ گنج جانے والی ٹرین پکڑنے کے لیے حضرت کو مئو کے سٹیشن پر سرشام سے اڑھائی بجے رات تک رُکنا پڑا مجھ کو کوئی اطلاع نہ تھی اس لیے حضرت نے آدمی بھیج کر اطلاع کرائی، میں چلنے لگا تو خیال ہوا کہ کچھ ناشتہ اور چائے کا سامان اور چولہا بھی لے چلنا چاہیے اس لیے اپنے لڑکے رشید احمد اور دو طالبعلموں کو بھی ساتھ لے لیا، سٹیشن پہنچ کر سلام ومصافحہ کے بعد حضرت کے سامنے میں نے یہ کہتے ہوئے رشید احمد کو پیش کیا کہ یہ خادم زادہ ہے، حضرت نے اس کو بھی مصافحہ کا شرف بخشا پھر اس کی تعلیم کے بارے میں کچھ سوالات کیے تھوڑی دیر میں حضرت کے صاحبزادہ میاں اسعد سلمہ اللہ باہر سے ویٹنگ روم میں داخل ہوئے تو حضرت نے میری طرف اشارہ کر کے ان کو مصافحہ کرنے کے لیے کہا جب وہ میری طرف بڑھے تو حضرت نے فرمایا یہ بھی خادم زادہ ہے۔ ان الفاظ کا جو اثر میرے قلب پر ہوا میں اُس کو آج تک نہیں بھولا ہوں یہ واقعہ جب بھی یاد آتا ہے تو حضرت سعدیؒ کا یہ شعر بھی ضرور یاد آتا ہے ۔

بزرگان نہ کردند بر خود نگاہ — خدا بینی از خویشتن بیں مخواہ[1]

اسی قبیل سے حضرت والا کا اس ظلوم وجہول کو بعض خطوط میں ایسے الفاظ سے یاد کرنا ہے جن کو نقل کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، مولانا کا تصلّب فی الدین، اتباعِ سنت اور آپ کی استقامت علی الشریعت بھی اس عہد میں بے مثال تھی۔

[1] ترجمہ : بزرگ اپنے اُوپر نگاہ نہیں کرتے، خود پسند خدا بینی تلاش نہ کر۔

ایک بار ہمارے قصبہ کی ایک مسجد میں حضرت نے امامت فرمائی، محراب میں نقش و نگار بنے ہوئے تھے نقش و نگار ایسے تھے کہ چار پھولوں کے ملنے سے یہ شکل + پیدا ہوتی تھی حضرت نے اس پر بہت نکیر فرمائی اور امام مسجد سے کہا کہ یہ صلیب ہے اس کو جلد سے جلد نیست و نابود کرائیے۔

جمعیة علماء ہند کے سالانہ اجلاس سورت میں نئے تعلیم یافتہ چند نوجوانوں نے سٹیج کا (جس پر حضرت اور دوسرے علماء تشریف فرما تھے) فوٹو لینے کی کوشش کی تو حضرت نے نہایت گرجدار آواز میں ان کو ڈانٹا اور فوٹو نہیں لینے دیا۔

ایک بار اعظم گڑھ میں سدھاری پر ایک دینی جلسہ تھا اُس کی صدارت کے لیے حضرت مولانا سیّد سلیمان ندوی رحمة اللہ علیہ نامزد تھے مگر وہ سفر میں چلے گئے تھے اور جلسے کے دن تک واپس تشریف نہیں لائے تھے اس لیے منتظمین نے جلسہ شروع ہونے سے پہلے اس نا کارۂ خلائق کو زبردستی صدر بنا دیا جلسہ میں شرکت کے لیے حضرت اقدس رحمة اللہ علیہ اور مولانا محمد طیب مدظلہم تشریف لا چکے تھے، پہلے اجلاس میں حضرت کی تقریر سے قبل اقبال سہیل مرحوم نے اپنی یہ فارسی نظم جس کی ایک نقل خود سہیل مرحوم کی عطا کی ہوئی میرے پاس محفوظ ہے پڑھ کر سنائی۔ ؎

زعیم ممتحن آمد ، مشیرِ مؤتمن آمد امام اہل فن آمد ، نظامِ اہل دیں آمد
بصدقِ او وطن ناز و بہ نطق او سخن ناز حدیثش جانفزا آمد بیانش دل نشیں آمد
دریں آشوب زار ہند ذاتش اہلِ ملت را مآرب را کفیل آمد معارف را امیں آمد
جنابِ طیبؔ آں سرورانِ گلشن قاسم جمال رشید و تقوی یادگار صالحین آمد
مبارک تشنگانِ جرعۂ علم و معارف را بیانش در عذوبت جوئے شیر و انگبین آمد
زاں پس آں حبیب ما ادیب ما خطیب ما کہ ذاتش درمئواحناف را حصن حصین آمد
زفیضِ مقدم ایشان حق آگاہاں حق اندیشاں سدھاریؔ کلہ گوشہ بہ چرخ چار بیں آمد
سخن کوتہ کن اے اقبال اینک گرچہ میدانم کہ لطفش اہلِ معنی را شراب الصالحین آمد [1]

---

[1] ترجمہ : آزمایا ہوا لیڈر آ گیا امانت دار مشیر آ گیا، اہلِ فن کا امام آ گیا اہلِ دین کا نظام آ گیا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور اس کے بعد میں نے ان کلماتِ تعظیم کے ساتھ جن سے زیادہ کے حضرت مستحق تھے آپ کی تقریر کا اعلان کیا، اقبال صاحب کی مدحیہ نظم اور میرے کلماتِ تعظیم سن کر خاموش رہ جانا مولانا کب گوارا کر سکتے تھے، کرسی پر بیٹھنے کے ساتھ خطبہ مسنونہ کے بعد سب سے پہلے منہ پر تعریف کرنے کی خوب خوب مذمت بیان کی اور اس باب میں جو حدیث وارد ہوئی ہے اُس کو پڑھ کر سنایا اور اُس کی تشریح فرمائی۔

تحریک ترکِ موالات کے زمانہ میں ولایتی مال کے استعمال کو حضرت تدیّنًا ناجائز سمجھتے تھے اُس زمانہ میں بارہا میں نے دیکھا کہ جب امامت کے لیے آگے بڑھے تو محراب میں بچھے ہوئے مخملی مصلے کو دیکھ کر سخت برافروختہ ہوئے ہیں اور اُس کو اُٹھا کر پھینک دیا ہے اور یہ تو ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ ڈاڑھی منڈانے پر کتنی سختی سے انکار کرتے تھے۔

حضرت مرحوم کو دینی غیرت و اسلامی حمیت اور دینی تعلیم کی اہمیت کا شدید ترین احساس بھی ہمارے لیے سرمایۂ عبرت تھا، مجھ کو یاد ہے کہ ہمارے قصبہ کے ایک ممتاز عالم نے جب اپنے ایک لڑکے کو حضرت کے سامنے پیش کرتے ہوئے امتحان میں کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کی تو حضرت نے پوچھا کیا پڑھتا ہے ؟ اُنہوں نے کہا انگریزی، حضرت یہ سن کر سخت برافروختہ ہوئے اور بڑی برہمی سے فرمایا کہ ''اپنے لیے جنت کا راستہ تجویز کیا ہے اور لڑکے کے لیے جہنم کا۔''

(بقیہ حاشیہ ص ۴۷) اِس کی سچائی پر وطن کو ناز اور اِس کی گویائی پر بات کو ناز، اِس کی بات جان فزا اور اُس کا بیان دل نشین ہے۔ اِس پُرفتن ہندوستان میں اِن کی ذات اہلِ ملت کے اعتبار سے مقاصد کی کفیل ہے اور علوم و معارف کی امیں ہے۔ جناب طیب (قاری طیب صاحبؒ) جو کہ گلشنِ قاسمؒ کے سرو رواں ہیں، وہ رشید (حضرت گنگوہیؒ) کا جہاں اور صالحین کے تقوی کی یادگار ہیں۔علوم و معارف کے پیاسوں کو مبارک ہو کہ اِن کا بیان شہد اور دودھ کی نہر ہے۔اور سب سے بڑھ کر وہ ہمارے حبیب ہیں ہمارے ادیب ہیں ہمارے خطیب ہیں کہ ان کی ذن ''مئو'' میں احناف کے لیے مضبوط قلعہ ثابت ہوئی۔ان کے تشریف لانے کے فیض سے جو کہ حق آگاہ اور حق اندیش ہیں ''سدھاری'' کا ہر گوشہ چوتھا آسمان ثابت ہوا۔اے اقبال ! بات کچھ مختصر کر، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اِن کی مہربانیاں اہلِ حقیقت کے لیے شراب الصالحین ہے۔

میری نظر میں یہ نکیرِ شدید نفسِ انگریزی تعلیم پر نہیں تھی بلکہ اس کے عمومی اثرات و نتائج کے پیش نظر خصوصیت کے ساتھ طبقۂ علماء کو متنبہ کرنا تھا کہ وہ کیوں دینی تعلیم پر انگریزی تعلیم کو ترجیح دیتے ہیں

حضرت اقدس کو دینی تعلیم کے ساتھ ایسا شغف تھا اور دینی مدارس کے قیام اور اُن کی بقاء واستحکام کا ایسا بے پناہ جذبہ اپنے اندر رکھتے کہ دُور دراز مقامات کے دینی مدارس کی دعوتیں بھی نہایت خندہ پیشانی سے قبول کرتے تھے اور ریل کے لمبے سفر کے بعد بیس بیس تیس تیس میل کے کچے راستے لاری یا موٹر کے ذریعے طے کر کے اُن کے جلسوں میں شریک ہوتے تھے اور کارکنانِ مدرسہ کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے اس کے ماسوا اُن کے لیے چندہ کی اپیلیں شائع کراتے تھے اور اہلِ خیر حضرات کے نام سفارشی خطوط بھی لکھ دیتے تھے۔

کسی مقام پر اگر اپنی جماعت کے دو مدرسے ہوتے اور ان میں باہم چشمک ہوتی تو دونوں کے اراکین کو ملانے اور اُن میں صفائی کرانے کے لیے مضطرب رہتے تھے، کون نہیں جانتا کہ امروہہ میں دو مدرسے قائم اور دونوں میں سخت اختلاف کی صورت پیدا ہوگئی تو حضرت نے دونوں کو ایک کر دیا اس واقعہ کا مختصر تذکرہ مکتوباتِ شیخ الاسلام ج ۱ ص ۳۷ کے حاشیہ میں بھی ہے۔

خود ہمارے قصبہ میں اپنی جماعت کے دو مدرسے تھے اور اب بھی ہیں کسی تیسرے شخص نے حضرت کے گوش گزار کیا کہ دونوں مدرسوں کے اراکین میں کچھ اختلاف رہتا ہے مصالحت کی کوئی صورت ہو جائے تو بہتر ہے، حضرت کو اِس کی فکر دامن گیر ہوگئی۔

۱۸؍ ربیع الاوّل ۱۳۵۳ھ کو حضرت نے اپنے ایک والا نامہ میں اس حقیر کو تحریر فرمایا :

''ممکن ہے کہ اس مہینہ کی آخری تاریخوں میں بہار کا سفر واقع ہو بوقتِ واپسی انشاء اللہ مئو آنے کا اِرادہ کروں گا۔''

اس کے بعد ۲۲؍ ربیع الاوّل ۱۳۵۳ھ کو دوسرے والا نامہ میں یہ تحریر فرمایا کہ

''اگر منظورِ خدا ہے تو بروز دوشنبہ ۹؍ جولائی کو شبلی منزل اعظم گڑھ پہنچوں گا اور وہاں

ایک دن قیام کر کے مئو حاضر ہوں گا، تمام دن مشکل وہاں قیام کروں گا، دارالعلوم میں ٹھہروں گا میں صرف آپ حضرات کی قدم بوسی کے لیے حاضر نہیں ہورہا ہوں بلکہ اُمیدوار ہوں کہ آپس کے اتحاد میں آپ حضرات میری امداد واعانت فرما کر مجھ کو ہمیشہ کے لیے شکر گزار بنائیں گے، جناب والد صاحب اور دیگر اراکین و مدرسین کرام کی خدمت میں بعد از سلام مسنون میری اس عرض کو پہنچادیں۔ والسلام۔''

اس اطلاع کے مطابق ۹؍ جولائی کو حضرت اعظم گڑھ اور ۱۰؍ جولائی کو مولانا مسعود علی ندوی کی معیت میں مئو تشریف لائے اور مصالحت کرانے کے لیے کوئی امکانی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا لیکن افسوس کہ مصالحت نہ ہوسکی، تفصیلات کے ذکر کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے مولانا مسعود علی صاحب ماشاء اللہ بقید حیات ہیں اور ان کو تفصیلات کا پورا علم ہے اس سلسلہ میں یہ بات غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے کہ اس سفر کے تمام مصارف خود حضرت نے برداشت کیے اور مئو کے عقیدت مندوں نے ادا کرنے چاہے تو قبول نہیں فرمائے۔

اسی طرح پورۂ معروف میں تشریف آوری کے موقع پر وہاں کے دو مدرسوں کے باہمی اختلاف کو بھی رفع فرمانے کی پوری جدوجہد فرمائی۔

کیا اچھا ہوتا کہ ہم نرے اظہارِ عقیدت کے بجائے آپ کی زندگی کے جو محبوب مشاغل تھے اُن میں اپنے آپ کو مشغول کرتے اور آپ کی خواہشوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر سچی عقیدت واخلاص مندی کا ثبوت بہم پہنچاتے۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ کو درسِ حدیث سے جو عشق و شغف تھا وہ بھی عقیدت مندوں کے لیے درسِ عبرت ہے۔ دن کے مختلف اوقات میں اور رات کے بارہ بجے تک اس جانفشانی کے ساتھ حدیث کا جو درس دیتے تھے وہ محض اپنے منصب کے وظیفہ کی انجام دہی نہیں تھی بلکہ آپ اس کو رُوحانی ترقی، سرکار رسالت مآب ﷺ کی روحِ مقدسہ سے حصولِ فیض اور وصول و قرب کا بہت بڑا ذریعہ اور

سلوک کے طریق میں سے ایک عظیم الشان طریقہ سمجھتے تھے ، مجھ کو اِس پر اُس وقت تنبیہ ہوا جب تدریس کے مشغلہ سے علیحدگی اختیار کیے مجھ کوئی برس ہوگئے اور کسی صاحب نے اپنے مدرسہ میں مجھ کو بلانے کے لیے حضرت کو واسطہ بنایا تو حضرت نے تنہائی میں مجھے بلا کر دیر تک سمجھایا جب میں نے اعذار پیش کیے تو آخر میں حضرت نے فرمایا کہ بہر حال درسِ حدیث کا مشغلہ کچھ نہ کچھ ضرور رکھو، یہ حصولِ فیوضِ باطنیہ کا بہت بڑا ذریعہ ہے اس کے بعد یہ واقعہ سنایا کہ مدینہ منورہ میں ایک مولانا محمد اسحاق صاحب مہاجر تھے وہ مسجد نبوی میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے ان کو درسِ حدیث سے ایسا عشق تھا کہ عمر کے آخری حصہ میں جب وہ بالکل معذور ہوگئے تھے جب بھی انہوں نے اس سلسلہ کو بند کرنا گوارا نہیں کیا، حالت یہ تھی کہ چلنے کی قوت بالکل نہ تھی مگر فرماتے تھے کہ دو آدمی مجھ کو اُٹھا کر مسجد میں پہنچا دیں دو آدمی ان کو اُٹھا کر مسجد نبوی میں لے جا کر بٹھا دیتے تھے اور وہ درسِ حدیث دیا کرتے تھے، غالباً حضرت نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جس دن ان کی وفات ہوئی ہے اُس دن بھی انہوں نے ناغہ نہیں کیا۔

یہ واقعہ سننے کے بعد میرے دماغ میں یہ بات آئی کہ درسِ حدیث کے سلسلہ میں حضرت اقدس کا حال بھی اسی کے مشابہ ہے اور درس کی حالت میں فیضان انوار وحصول کیفیات ہی کی بناء پر نہ جی اُکتا تا ہے نہ تھکان محسوس ہوتی ہے نیز اسی کے ساتھ مرزا مظہر جانِ جاناں قدس سرہٗ کی اس لطیف ونفیس بات کی طرف بھی ذہن منتقل ہوا جو آپ نے حضرت حاجی محمد افضل قدس سرہٗ سے اپنے استفادہ کے باب میں ارشاد فرمائی ہے جس کو مدت ہوئی میں نے مقاماتِ مظہری میں پڑھا تھا، حضرت مرزا صاحبؒ کے ارشاد سے حضرت کے بیان کی حرف بحرف تصدیق ہوتی ہے ، سنیے ! حضرت مرزا صاحبؒ فرماتے ہیں :

''اگر چہ ازاں حضرت (حاجی محمد افضل) در ظاہر استفادہ نہ کردہ شد لیکن در ضمن سبق حدیث فیوض از باطن شریف ایشاں فائض می شد و در غرض نسبت قوت بہم می رسید۔

ایشاں را در ذکر حدیث در نسبت رسولِ خدا ﷺ استغراقے دست میداد وانوار و

برکات بسیار ظاہر می شد گویا در معنی صحبت پیغمبر خدا ﷺ حاصل می شد و دریں اثنا توجہ و التفات نبوی ﷺ مشہود می گشت و نسبت کمالاتِ نبوت در غایت وسعت وکثرت انوار جلوہ گری گردید۔''[1] (مقاماتِ مظہری ص ۲۵)

میری ظاہر بین نگاہ حضرت مرحوم کے اسی طرح کے کمالات کا مشاہدہ کر سکتی تھی جن میں سے بعض کا ذکر کر کے میں نے ان کی بارگاہ میں نذرِ عقیدت پیش کی ہے لیکن اس نذرِ عقیدت کے پیش کرنے میں میں نے صرف اظہارِ حقیقت سے کام لیا ہے، حضرت کے باطنی مراتب کا سمجھنا اہلِ باطن کا کام ہے میں اس کوچہ سے نابلد ہوں مجھے اس کا ادراک کیونکر نصیب ہو سکتا ہے اتنا ضرور ہے کہ

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

حرفِ آخر اور تاریخِ وفات :

اب صرف ایک بات عرض کر کے اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں آج فجر کی نماز کے بعد تلاوت کر رہا تھا جب ﴿ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَھُمْ فِیْ رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ ﴾ پر پہنچا تو یک بیک دل میں آیا کہ شاید ﴿فِیْ رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ ﴾ سے سالِ وفات کے اعداد برآمد ہوں، اس خیال کے آتے ہی رُکا اور رک کر حروف کے اعداد پر غور کیا تو ٹھیک ۱۳۷۷ھ برآمد ہوئے فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ .

---

[1] ''اگرچہ وہ حاجی محمد افضل صاحب سے بظاہر مستفید نہیں ہوئے لیکن حدیث شریف کے اسباق کے دوران فیض حاصل کیا اور قوی نسبت حاصل ہوتی تھی اور احادیث ہی کے درس سے نسبتِ رسول اللہ ﷺ میں استغراق حاصل ہوتا تھا اور بہت زیادہ انوار و برکات ظاہر ہوتے تھے گویا کہ نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل ہو رہی ہے اسی دوران نبوی توجہ اور التفات کا مشاہدہ ہوتا تھا اور غیب سے کمالاتِ نبوت کی نسبت اور انوارات کی وسعت وکثرت جلوہ گر ہوتی تھی۔''

معاشرتی اِصلاح کے متعلق چند زرّیں ہدایات

﴿ اِفادات : حضرت اَقدس مولانا قاری سیّد صدیق احمد صاحب باندوی ؒ ﴾

✿ ✿ ✿

لڑکیوں کی پرورش کرنے اور اُن پر خرچ کرنے کی فضیلت :

فرمایا آج کل لڑکیوں کے پیدا ہوجانے کو عیب سمجھا جاتا ہے ،لڑکا پیدا ہونے سے تو خوشی ہوتی ہے لڑکی پیدا ہونے سے خوشی نہیں ہوتی ، کفارِ مکہ کا بھی یہی حال تھا کہ لڑکی کی پیدائش کو بہت برا سمجھتے تھے لڑکیوں کو زِندہ دفن کردیتے تھے یہی حال آج اُمت کا ہو رہا ہے کہ لڑکی کی پیدائش کو منحوس سمجھتے ہیں حالانکہ لڑکیوں پر خرچ کرنے میں جتنا ثواب ملتا ہے لڑکوں پر خرچ کرنے میں اتنا نہیں ملتا۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ میرے مال کا سب سے اچھا مصرف کیا ہے ؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیری وہ لڑکی جو تیری طرف لوٹا دی جائے۔ لڑکی کے باپ کے پاس لوٹنے کی یہی شکل ہوتی ہے کہ یا تو وہ بیوہ ہوجائے یا مطلقہ ہوجائے یا اُس کا شوہر اُس کو اچھی طرح رکھتا نہ ہو ایسی حالت میں بیچاری کہاں جائے اپنے میکہ ہی تو جائے گی اپنے ماں باپ اور بھائی کے پاس ہی تو رہے گی یہاں نہ جائے گی تو پھر کہاں جائے گی ،اپنے ماں باپ اور بھائی بھی اُس کے نہ ہوں گے تو کون ہوگا ؟

بعض لوگوں کو دیکھا کہ لڑکی کی شادی ہوجانے کے بعد پھر اُس کے ساتھ لڑکی جیسا سلوک نہیں کرتے اُس کے ساتھ اجنبیوں جیسا برتاؤ کرتے ہیں اچھے خاصے پڑھے لکھے دیندار لوگوں تک کو اس میں مبتلا دیکھا ہے۔ ارے اس بیچاری کی اگر بھائی کی بیوی سے نہیں بنتی تو ماں باپ اور بھائی تو ہیں اُن کو تو خیال کرنا چاہیے، تعجب ہے کہ وہ بھی نہیں خیال کرتے۔

لڑکی کی اہمیت :

فرمایا آج کل لڑکی پیدا ہونے کو بہت معیوب سمجھتے ہیں ،لڑکا پیدا ہونے کی تو خوشی ہوتی ہے

لڑکی پیدا ہونے کی خوشی نہیں ہوتی، لڑکا پیدا ہو تو عقیقہ میں دو بکرے ذبح کر دیں گے دعوت کریں گے خوشیاں منائیں گے لڑکی پیدا ہو تو عقیقہ ہی نہ کریں گے، حالانکہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کے لڑکی پیدا ہوئی اور اُس نے اُس کو اچھی طرح پالا، تربیت کی، شادی کی اُس کے لیے جنت ہے۔

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ عورت بڑی برکت والی ہے جس کے پہلے لڑکی پیدا ہو۔ راقم الحروف نے عرض کیا کہ حضرت معمولاتِ نبوی میں یہ حدیث منقول ہے حضرت نے فرمایا کہ اور بھی جگہ ہے مفسرین نے بھی نقل کی ہے۔

اور ایک حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا کہ میرے مال کا سب سے اچھا مصرف کیا ہے (یعنی مال کہاں خرچ کروں) ؟ حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری بیٹی جو تم پر لوٹا دی جائے خواہ اس وجہ سے کہ بیوہ ہوگئی اُس کا شوہر مر گیا یا اس وجہ سے کہ اُس کے شوہر نے اس کو چھوڑ دیا یا طلاق دے دی۔ اب ایسے حالات میں ماں باپ کی بھی نگاہیں پھر جاتی ہیں، باپ اپنی بیٹی کو بھول جاتا ہے۔

جھانسی میں ایک مرتبہ میرا جانا ہوا ایک صاحب کے یہاں صبح کے وقت ٹھہرنا ہوا تھا، ایک لڑکا صاف ستھرے اچھے کپڑے پہنے ہوئے آیا اُس کو گود میں بٹھالیا، مٹھائی وغیرہ کوئی چیز کھانے کو دی، تھوڑی دیر میں ایک اور بچہ پرانے گندے کپڑے پہنے ہوئے خستہ حالت میں آیا اُس کو دیکھ کر کہا بس آگئے، لگ گئی خوشبو، کتوں کی طرح بھاگے چلے آئے، دُھتکار کر بھگایا اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ مولانا یہ میرا نواسہ ہے مجھ سے تو اپنا خرچ پورا نہیں ہوتا ان کا کہاں سے پورا کروں ؟ لڑکی ہے میرے سر پڑ گئی، مجبور ہوں، مجھے بہت ناگوار ہوا میں ناراض ہو کر وہاں سے چلا آیا کہ ایسے شخص کے یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے، باپ بھی بیچاری لڑکی کا نہ ہوگا تو دُنیا میں کون اُس کا ہوگا۔

شادی میں تاخیر نہ کیجیے :

ایک صاحب نے آکر اپنے لڑکے کے متعلق حضرت سے کچھ مشورے لیے اور اُن کا لڑکا

چند سال قبل مدرسہ میں زیرِ تعلیم بھی تھا اب کسی مدرسہ میں پڑھانے کی بات چل رہی تھی اُن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کہیں سلسلہ لگا دیجیے، حضرت نے فرمایا وہ پہلے اپنی شکل تو دُرست کریں ڈاڑھی تو وہ کٹاتے ہیں لوگ اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی اعراض کرتے ہیں (کیونکہ ایسے شخص کی اِمامت مکروہ تحریمی ہے تمام مقتدیوں کی نماز خراب کرتا ہے) اُن صاحب نے رشتہ کے متعلق بھی مشورہ کیا حضرت نے فرمایا رشتہ جلدی کر دیجیے اِس میں تاخیر نہ کیجیے، اُنہوں نے عرض کیا کہیں سلسلہ سے لگ جائیں کچھ اِنتظام ہو جائے اُس کے بعد رشتہ مناسب رہے گا، حضرت نے فرمایا اِس کا انتظار نہ کیجیے اللہ تعالیٰ سب اِنتظام فرما دے گا، آپ پہلے سے اتنی فکر کر رہے ہیں۔

ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فقر کی شکایت کی آپ نے فرمایا شادی کرلو، خود قرآن میں ہے ﴿ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ ﴾ اگر فقر ہے تو شادی کی برکت سے اللہ غنا نصیب فرمادے گا۔ اور اِس کا یہ مطلب نہیں کہ مال اور جہیز خوب ملے گا بلکہ ذمہ داری کا احساس ہو جاتا ہے آدمی کچھ کرنے لگتا ہے اور اللہ برکت دیتا ہے، رزق کے سلسلے میں زیادہ پریشان نہ ہونا چاہیے جو آتا ہے مقدر کا کھاتا ہے پھر ایک بہو کو دو روٹی آپ نہیں کھلا سکتے ؟

ان صاحب نے پھر پڑھانے کی بابت مشورہ کیا، حضرت نے فرمایا کہ سوچ کر بتلاؤں گا مقامی طور پر تو مناسب نہیں ہے، اِعتراضات کی بھرمار ہوتی ہے کام کرنا مشکل ہوتا ہے، آئے دن نئی نئی باتیں لوگ پیش کرتے ہیں، طرح طرح کے اِعتراضات کرتے ہیں اس سے بہتر ہے کہ آدمی باہر رہ کر سکون سے کام کرے۔

سادگی کے ساتھ بِلا بارات کے شادی کی ترغیب :

ایک طالب علم جن کی شادی ہونے والی تھی وہ اور چند اَحباب حضرت کی خدمت میں لمبا سفر کر کے چھوٹی سی گاڑی پر سوار ہو کر آئے تھے اور کام ہو جانے کے بعد جلد ہی واپس ہونے لگے، حضرت نے طالب علم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ (جس طرح تم لوگ یہاں آئے ہو) کیا اِسی طرح

سادگی کے ساتھ شادی اور رُخصتی نہیں ہوسکتی کہ تین چار آدمی آئیں اور رُخصتی کرا لیں ، نہ بارات نہ دھوم دھام ، اگر تم لوگ عمل نہ کرو گے تو کون کرے گا ؟

منگنی اور تاریخ میں دعوت کی ضرورت نہیں :

حضرت کے متعلقین اور رشتہ داروں میں سے بعض لوگ ایک رشتہ کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کے لیے آئے ، درمیانِ گفتگو حضرت نے فرمایا منگنی اور تاریخ متعین کرتے وقت لوگوں کو جمع کرنے اور دعوت کرنے کی کیا ضرورت ہے ، دو چار لوگ آ کر مشورہ کر کے تاریخ طے کر لیں۔

مسجد میں نکاح ہونے کی تحریک چلاؤ :

باندا کے مشہور آدمی بابا فرید حضرت سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے ، حضرت نے اُن سے فرمایا : باندا میں تم نوجوانوں کی ایک جماعت بناؤ ، صدر اور رُکن بنانے کی ضرورت نہیں ، بس ایک جماعت ہو جو جگہ جگہ جا کر کام کرنے والی ہو اور اِس کی تحریک چلاؤ کہ جتنے بھی نکاح ہوں سب مسجد میں ہوں ، اس کے علاوہ کسی اور چیز کو ابھی نہ چھیڑو ، ابھی تو بس یہی تحریک چلاؤ کہ نکاح مسجد میں ہونے لگیں یہ سنت مردہ ہوتی جارہی ہے حدیث شریف میں آیا ہے اَعْلِنُوا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْہُ فِی الْمَسَاجِدِ نکاح اعلان کے ساتھ کیا کرو اور مسجد میں کیا کرو۔ کھانے پینے ٹھہرنے کا اِنتظام جہاں مناسب ہو کریں لیکن اس پر زور دیں کہ جب نکاح کا وقت ہو تو تھوڑی دیر کے لیے مسجد میں آ جائیں اور اعلان کر دیا جائے کہ نکاح ہونے جارہا ہے جس کو شریک ہونا ہو گا مسجد میں آ جائے گا۔

میں نے کانپور میں اس کی تحریک چلائی الحمد للہ اب صورتِ حال یہ ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کے یہاں بھی قیام تو کہیں اور ہوتا ہے لیکن نکاح مسجد ہی میں ہوتا ہے۔ یہ سنت مردہ ہو رہی ہے اس کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے (ہر جگہ کے لوگوں کو چاہیے کہ) اس کی کوشش کریں۔

بیوی کے حقوق :

ایک عالم صاحب نے حضرت سے مشورہ لیا کہ میں مدرسہ میں پڑھاتا ہوں میری اہلیہ مکان

میں میرے ماں باپ کے پاس ہے میں اہلیہ کو مدرسہ لانا چاہتا ہوں، مدرسہ کی طرف سے مجھے مکان ملا ہے لیکن میری والدہ اور والد صاحب اس بات پر راضی نہیں وہ کہتے ہیں کہ بیوی کو نہ لے جاؤ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کے چلے آنے سے میں گھر میں خرچ کم بھیج سکوں گا بیوی رہے گی تو زیادہ بھیجوں گا اور گھر میں مالی اعتبار سے تنگی پریشانی بھی ہے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے ؟

حضرت نے فرمایا کہ بیوی کے بہت سے حقوق ہیں اُن میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جہاں خود رہے اپنے پاس بیوی کو رکھے، شریعت کا یہی حکم ہے شریعت کے حکم کے آگے سب کو جُھک جانا چاہیے یہاں تک حکم ہے کہ اُس کی اجازت کے بغیر دُوسری جگہ لیٹے نہیں اُس کے پاس ہی لیٹے۔

حضور ﷺ ان باتوں کا کس قدر خیال فرماتے تھے، ایک کی باری میں دُوسری بیوی کے پاس ہرگز نہ جاتے اور جس کی باری ہوتی اُس کے پاس ضرور جاتے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات میں بیوی کے پاس رہنا اُس کا حق ہے۔ ان باتوں کو آدمی معمولی سمجھتا ہے حالانکہ اس کی بہت اہمیت ہے اِن باتوں کا تعلق ''حقوق العباد'' سے ہے، معلوم نہیں کس طرح لوگ بیویوں کو چھوڑ کر مہینوں بلکہ کئی کئی سال باہر رہتے ہیں، نہ بچوں کی فکر نہ بیوی کی۔

حضرت عمرؓ نے تو قانون مقرر کر دیا تھا کہ چار مہینے سے زائد کسی شخص کو بیوی سے علیحدہ رہنے کی اجازت نہیں اور اب تو لوگ سال سال بھر تک باہر رہتے ہیں، باہر ملک جا کر پیسہ کما رہے ہیں ایسا پیسہ کس کام کا، نہ بیوی کی شکل دیکھ سکے نہ بچوں کی، نہ رشتہ داروں سے ملاقات، نہ ماں باپ کی خدمت۔

ایسی عورتیں بھی سخت خطرہ میں ہوتی ہیں جن کے شوہر باہر رہتے ہیں، جن کے اندر بہت تقویٰ اور عِفت ہو وہ تو بچی رہتی ہیں ورنہ اُن کا بچنا مشکل ہوتا ہے اس لیے کہ جیسے مردوں میں شہوت ہوتی ہے عورتوں میں بھی تو شہوت ہوتی ہے اور شیطان عورتوں کو جلد بہکا لیتا ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

ایک صاحب تھے جو ہر وقت جماعت ہی میں رہتے تھے، ہر وقت اُن کا چلّہ ہی ہوا کرتا تھا جب دیکھو باہر سفر میں ہیں، بیوی کے حقوق کی کچھ پروا نہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی بیوی کے دُوسرے سے ناجائز تعلقات ہو گئے اور وہ ہوا جو نہ ہونا چاہیے۔ ہر چیز میں اعتدال ہونا چاہیے، اکابر سے مشورہ

نہیں کرتے ،اس قسم کے لوگ جو کرتے ہیں اپنی طرف سے کرتے ہیں ورنہ مرکز کی طرف سے اس کی ممانعت ہے ، خود مرکزِ تبلیغ میں جو لوگ رہتے ہیں بیوی بچوں کے ساتھ رہتے ہیں ورنہ سال میں کئی چھٹیاں دی جاتی ہیں جس میں جا کر وہ گھر والوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

ساس بہو کے ساتھ رہنے کا مسئلہ :

اِسی ضمن میں حضرت نے فرمایا کہ شادی شوہر سے ہوتی ہے یا شوہر کے ماں باپ سے ؟ عورت شوہر کی خدمت کے لیے آئی ہے نہ کہ ساس سسر کی خدمت کے لیے۔بعض لوگ زبردستی عورت سے ماں باپ کی خدمت کراتے ہیں یہ ظلم اور ناجائز ہے۔

اسی واسطے حکم ہے کہ شادی کے بعد علیحدہ رہنا چاہیے،ساتھ رہنے میں بڑے فتنے ہوتے ہیں، اَحقر نے عرض کیا حضرت تھانوی نے بھی یہی فرمایا ملفوظ میں بھی وعظ میں بھی فتویٰ میں بھی۔فقہاء نے بھی لکھا ہے صاحبِ بدائع وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ عورت اگر شوہر کے ماں باپ کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں تو شوہر کو علیحدہ رہنے کا اِنتظام کرنا ضروری ہے لیکن بہت سے لوگوں کے حلق کے نیچے یہ مسئلہ نہیں اُترتا،حضرت نے فرمایا حلق سے نیچے اُترے یا نہ اُترے مسئلہ یہی ہے شریعت کے حکم کے سامنے سب کو جُھک جانا چاہیے۔

احقر نے عرض کیا کہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ظاہر کرنے میں فتنہ ہوگا۔اگر لوگوں کو اِس کی ترغیب دی جائے تو اختلاف ہوگا،حضرت نے فرمایا اس میں کیا فتنہ ہوگا ؟ اور کیا اس میں فتنہ نہیں ہوتا کہ ساتھ رہ رہے ہیں آئے دن جھگڑے ہوتے ہیں بیوی نے ساس کی خدمت نہیں کی گھر کا کام نہیں کیا تو ظلم ہونے لگا اور طلاق ہوگئی، یہ فتنہ نہیں ہے ؟ اِس فتنہ کی فکر نہیں کہ پوری زندگی ہی برباد ہوجائے گی، زیادہ تر لڑائیاں اسی کام کی وجہ سے ہوتی ہیں کہ بہو کام نہیں کرتی۔ارے بہو پر کام کرنا ضروری کب ہے مسئلہ کے اِعتبار سے دیکھو تو اُس پر تو روٹی پکانا بھی فرض نہیں۔

احقر نے عرض کیا بسا اوقات حالات ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی لڑکا ہے اُس کی بوڑھی ماں ہے

خود کام کرنا اُس کے لیے مشکل ہے، اب اگر بہو لڑکا علیحدہ رہیں تو بوڑھی ماں کو کس قدر پریشانی ہوگی، حضرت نے فرمایا پھر بھی ساس کو بہو سے خدمت لینے کا حق نہیں ہے لڑکے کو چاہیے کہ اپنی ماں کی خدمت کرے، اُس کا اِنتظام رکھے نوکرانی لائے لیکن بیوی سے زبردستی خدمت لینے کا کوئی حق نہیں البتہ اخلاقی طور پر اُس کو چاہیے کہ جب وہ محتاج ہے معذور ہے تو اُس کی خدمت کرے اُس میں بہو کی تخصیص نہیں، کوئی بھی محتاج معذور ہو جو شخص پاس میں ہے اخلاقی فرض یہ ہے کہ اُس کی خدمت کرے اُس کی مدد کرے۔

میری اہلیہ نے میری ماں کی تین سال تک برابر اس طرح خدمت کی ہے کہ پاخانہ دُھلاتیں، گود میں اُٹھاتیں، کھلاتیں، پلاتیں، خوب خوشی سے خدمت کرتی تھیں اور خوشی سے کرنا بھی چاہیے، اخلاقی فریضہ بھی یہی ہے لیکن زبردستی اس کی منشاء کے خلاف اُس سے خدمت لینے کا حق نہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے گھر میں سب لوگ علیحدہ رہتے ہیں صرف کھانا ساتھ پکتا ہے، حضرت نے فرمایا اَرے اصل تو یہی ہے اسی سے تو سارے جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں، کھانا پکانا ضرور الگ ہونا چاہیے۔

اہلیہ کو لے کر علیحدہ رہیے اور والدین کی خدمت کیجیے :

رمضان میں ایک صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شکایت کی کہ میری بیوی اور ماں میں باہم نباہ نہیں ہوتا، آئے دن اختلافات اور کشیدگی ہوتی رہتی ہے، یہ کہہ کر اُن صاحب نے تعویذ چاہا، حضرت نے فرمایا تعویذ تو میں دیتا لیکن آپ اہلیہ کو علیحدہ لے کر رہیے کھانا پینا بھی علیحدہ رکھیے اور علیحدہ رہ کر والدین کی خدمت کریے، والدین اگر علیحدہ رہنے پر راضی نہ ہوں تب بھی علیحدہ رہیے ناراض ہوں تو ہوا کریں اُن کی خدمت کرتے رہیے، اِنشاء اللہ کچھ دن میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت اَقدس نے جو کچھ فرمایا بعینہٖ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی ارشاد فرمایا ہے ملفوظات میں بھی مواعظ میں بھی اور فتاوٰی میں بھی، احقر نے سارے مضامین

حقوق معاشرت ''تحفۂ زوجین'' نامی کتاب میں جمع کر دیے ہیں، حضرت نے فرمایا لوگ کتابیں نہیں دیکھتے ورنہ ساری باتوں کا علاج موجود ہے اور فرمایا کہ یہ کتاب لوگوں کو ضرور پڑھنی چاہیے۔

بے پردگی کا نتیجہ :

فرمایا آج کل بے حیائی کا بازار گرم ہے، بے حیائی بے پردگی اس قدر عام ہو چکی ہے اور ایسے ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں کہ اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا، اِدھر کچھ دنوں سے زیادہ ہی ایسے واقعات ہو رہے ہیں، ابھی اسی سفر کی بات ہے بیچارے ایک کرم فرما جو واقعی بڑے دیندار ہیں علماء کی بڑی خدمت کرتے رہتے ہیں خود میرے اُوپر بھی اُن کے احسانات ہیں اور وہ خود بھی نیک ہیں صوم وصلٰوۃ کے پابند ہیں لیکن اُن کی ایک بہن ہے غیر مسلم سے اُس کا تعلق ہو گیا ہے بس اُسی سے شادی کرنے کے لیے رَنجھی پڑی ہے کہ شادی کروں گی تو اُسی سے، بیچارے بڑے پریشان ہیں، وہ کیا کر سکتے ہیں سب لوگ دُعا کرو، اصل میں بے پردگی جہاں بھی ہوگی اپنا اَثر دکھائے گی زہر کوئی بھی کھائے اُس کا اَثر ہو کر رہے گا۔

دیندار گھرانوں میں بھی اگر بے پردگی ہوگی تو فساد ہوگا، یہ سب بے پردگی کا نتیجہ ہے لیکن اس کے باوجود لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں، خواہش کا بھوت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنی اولاد تک کو چھوڑ دیتا ہے، کئی واقعات ایسے ہیں کہ عورت کا اجنبی مرد سے تعلق ہوا وہ اپنے شوہر تک کو قتل کرنے کو تیار ہو گئی، یہ بھوت ایسا ہوتا ہے کہ جو بھی اس میں رُکاوٹ بنے گا وہ اُس کو دُور کرے گا، بھائی ہو باپ ہو شوہر ہو کسی کی پروانہ ہوگی، بڑے فتنہ کا زمانہ ہے اللہ حفاظت فرمائے، شریعت کے خلاف جب کام ہوگا اُس کا یہی نتیجہ ہوگا۔

عورت چاہے تو شوہر اور پورے گھر کو دیندار بنادے :

فرمایا عورت کے حالات کا پورے گھر پر اَثر پڑتا ہے، اگر عورت دیندار ہے تو دُوسری عورتوں کو بھی دیندار بنادے گی اگر عورت آزاد بے پردہ ہے تو ایک کے آنے سے پورا ماحول گندہ ہو جائے گا۔

ایک جگہ کا قصہ ہے کہ ایک تحصیلدار صاحب تھے اُن کی شادی ایک صاحب کی لڑکی سے ہوئی جو حضرت تھانوی ؒ سے بیعت تھے بڑے دیندار تھے اُن کی دینداری کی شہرت تھی رشتہ ہوا اور رُخصتی ہوگئی رُخصتی کے بعد آتے ہی سب سے پہلے گھر میں دُوسری عورتوں سے اُس نے سلام کیا، نئی دُلہن کے لیے سلام کرنا بڑے عار کی بات سمجھتے ہیں عورتوں کو بڑا تعجب ہوا کہ بڑی بے حیا معلوم ہوتی ہے، جب نماز کا وقت آیا تو اُس نے خود ہی پانی مانگا وضو کیا اور دُوسری عورت سے کہا کہ آپ لوگ بھی نماز پڑھیں سب کو وضو کرایا نماز پڑھائی، عورتوں میں چرچا ہوا یہ تو بڑی بے حیا ہے ابھی سے ٹک ٹک باتیں کرتی ہے اس واسطے کہ اُس وقت عورتوں کے ماحول میں نئی دُلہن کے لیے بولنا جرم تھا پانی بھی نہیں مانگ سکتی دُوسری عورت ساتھ جاتی تھی اگر پانی کی ضرورت ہوتی تو پہلے اُس سے کہتی وہ لا کر دیتی۔

اب کھانے کا وقت آیا کھانا سامنے لایا گیا تو کھانے سے انکار کر دیا، بہت اِصرار کیا گیا تب بھی نہ کھایا، اب بات پھیلی کہ بہو کچھ کھاتی نہیں، جب زیادہ اِصرار کیا گیا تو کہا اچھا جس سے میرا رشتہ ہوا ہے اُن کو بلا دیجئے اُن سے تھوڑی بات کرنا چاہتی ہوں، عورتوں میں ہائے ہائے مچ گئی کہ یہ کیسی بے حیا ہے ابھی سے شوہر سے سب کے سامنے بات کرتی ہے بڑی بے شرم ہے، شوہر کو بُلایا گیا اُس نے پوچھا کیا بات ہے ؟ جواب دیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ رشوت لیتے ہیں اور رشوت کھانا حرام ہے اس کو تو میں نہیں کھاؤں گی، میں آپ سے مطالبہ نہیں کرتی گھر قریب ہے میں اپنا خرچ چلا لوں گی گفتگو ہوتی رہی، شوہر نے کہا کہ اس میں میری بدنامی ہے۔ بیوی نے جواب دیا کہ اس میں آپ کی بدنامی معلوم ہو رہی ہے اور قیامت میں جو رُسوائی ہوگی اُس کا خیال نہیں، شوہر نے توبہ کی آئندہ کے لیے عہد کیا کہ کبھی رشوت نہ لوں گا، اس کے بعد بیوی نے کھانے کی شرعی صورت بیان کی، جب عورت دیندار ہوتی ہے تو شوہر کو دیندار بنا دیتی ہے، اُس کو دیکھ کر دُوسری عورتیں دیندار ہو جاتی ہیں۔

وہ تحصیلدار صاحب بعد میں بہت دیندار ہو گئے تھے چہرہ پر ڈاڑھی آ گئی تھی میرے پاس کثرت سے آتے تھے، باندا میں بھی رہے ہیں بعد میں ڈپٹی کلکٹر ہو گئے تھے، جب میں قربانی کے لیے جانور خریدنے جاتا تو میرے ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے چلتے جب تک رہتا میرے ساتھ ہی رہتے، میں نے

اُن سے کہا آپ کی ذلت ہوتی ہے کہنے لگے یہ ذلت ہزار درجہ اُس عزت سے اچھی ہے، اب بیچاروں کا انتقال ہوگیا ہے، واقعی جب عورت دیندار ہوتی ہے تو مرد کو دیندار بنا سکتی ہے۔

عورت بددین ہو تو شوہر کو بددین اور گھر کو برباد کردے گی :

اگر عورت بد دین ، آزاد اور بے پردہ ہو تو مرد کو بھی بد دین بنادے گی، کتنی جگہ آزاد عورتیں گھروں میں آئیں خود بے پردہ تھیں دُوسروں کو بے پردہ بنا دیا، لباس ایسا کہ ہاتھ کھلے ہوئے پیٹ کھلا ہوا، ایسی عورتیں دُوسروں کو اور شوہر کو بھی بد دین بنا دیتی ہیں۔

اس میں بھی ایک تحصیلدار صاحب ہی کا قصہ ہے بڑے دیندار تھے رشوت بالکل نہ لیتے تھے نماز روزہ کے پابند، اتفاق سے اُن کے چپڑاسی کے یہاں شادی تھی اُس نے تحصیلدار صاحب سے اصرار کیا کہ صاحب اپنے گھر سے عورتوں کو بھیج دیں تو میری عزت رہ جائے گی اور وہ تحصیلدار صاحب کسی کے یہاں شادی وغیرہ میں بھیجتے نہ تھے، ایک تو شادی میں بے پردگی بہت ہوتی ہے دُوسرے اور بہت سی خرابیاں ہوتی ہیں اس لیے اپنے گھر کی عورتوں کو شادی میں نہ بھیجتے تھے لیکن چپڑاسی نے بہت اصرار کیا تو اُنہوں نے بھیج دیا، وہاں جا کر اِنہوں نے دیکھا کہ ساری عورتیں ایک سے ایک لباس پہنے زیور سے لدی پڑی ہیں اور ہر پانچ منٹ میں نیا جوڑا بدلا جا رہا ہے اور عورتیں پوچھتیں کہ یہ کون ہیں تو بتلایا جاتا کہ تحصیلدار صاحب کی بیگم ہیں اِن کی اور ذلت ہوتی، بس وہاں سے آکر جب گھر آئی ہیں تو تحصیلدار صاحب پر برس پڑیں کہ میری ناک کٹا کے رکھ دی مجھے ذلیل ورُسوا کیا، چپڑاسی اور نوکر ان کی عورتیں تو زیور سے لدی رہتی ہیں، نئے نئے جوڑے منٹ منٹ پر بدلے جاتے ہیں اور میرے پاس صرف ایک سادہ جوڑا، زیور سے بالکل ننگی۔

تحصیلدار صاحب نے سمجھایا کہ ارے جتنی تنخواہ ہے اُسی کے مطابق اِنتظام کرتا ہوں وہ لوگ دُوسری طرح آمدنی کرتے ہیں رشوت لیتے ہیں، بیگم صاحبہ فرماتی ہیں تو آپ کے لیے کیا دروازہ بند ہے، آپ کو کس نے منع کیا ؟ الغرض اتنا پیچھے پڑیں بالآخر شوہر کو مجبور کر دیا وہ رشوت لینے لگے

اور اُن کی ساری دینداری ختم ہوگئی، یہ تحصیلدار صاحب کی کمزوری اور ڈھیلے پن کی بات تھی ورنہ سخت ہوجاتے نہ لیتے رشوت، کیا کرلیتی عورت، گھر سے نکال دیتے دماغ دُرست ہوجاتا۔

جب عورت بددین ہوتی ہے تو شوہر کو بھی بددین بنادیتی ہے اسی وجہ سے اہلِ کتاب یہودی یا عیسائی عورتوں سے کوئی نکاح کرے تو نکاح تو جائز ہوجائے گا لیکن اس کی ممانعت ہے کیونکہ اس سے گھر برباد ہوتا ہے۔

دورانِ گفتگو فرمایا کہ شوہر بیوی کا بے تکلف ہوکر ماں باپ اور اپنے بڑوں کے سامنے بولنا ہنسی مذاق کرنا جائز تو ہے لیکن اچھا نہیں معلوم ہوتا، کچھ چیزیں عرفی ہوتی ہیں، عرف میں اُس کو بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ فقہا کی تصریح کے مطابق ادب کا مدار عرف پر ہے اور عرف میں بڑوں کے سامنے بے تکلف ہوکر بات کرنے کو بے ادبی سمجھا جاتا ہے لٰہذا یہ بہت بڑی بے ادبی اور بے حیائی ہے۔

بقیہ : تبلیغ دین

جناب رسولِ مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کو اپنے بی بی بچوں یا ایسے لوگوں پر غصہ آئے جن پر اپنا غصہ جاری کرسکتا ہے اور سزا دے سکتا ہے اور وہ اِس کو ضبط کر جائے اور تحمل سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اُس کا قلب امن اور ایمان سے لبریز فرمادے گا۔ یادرکھو کہ تحمل کی بدولت مسلمان شب بیدار، روزہ دار، عابد وزاہد کا مرتبہ پالیتا ہے۔ (جاری ہے)

اخبار الجامعہ

۷/ دسمبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم مفتی محمد شفیع صاحب کی دعوت پر جامعہ مظاہر العلوم عیدگاہ آرے بازار تشریف لے گئے جہاں آپ نے طلباء میں بیان فرمایا۔

۱۰/ دسمبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم مولانا خبیب صاحب کی دعوت پر کوٹ رادھاکشن تشریف لے گئے جامع مسجد میں آپ نے خصوصی بیان فرمایا۔

۲۲/ دسمبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم مولانا سعد صاحب کی دعوت پر نمازِ جمعہ پڑھانے کے لیے سندر سٹیٹ کی مسجد میں تشریف لے گئے۔

انتقال پُر ملال

گزشتہ ماہ جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کے بڑے بھائی مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحوم کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز واَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35399051 - 42 - 92+ 35399052 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

انوار مدینہ کا اکاؤنٹ نمبر (2-7914-100-020-0954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67